نمبر ۱۱۶ | مورخہ ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ یوم سہ شنبہ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۳۵ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۷ مارچ بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی درد نقرس کی تکلیف میں بفضل خدا افاقہ ہے ؛

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد ۱۵ مارچ بھاگل پور تبلیغ کے لئے روانہ ہوئے ؛

چودھری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان کی اہلیہ صاحبہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے سخت بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو دستور العمل قرار دیتا ہے

ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہیئے اور ان کو شکر کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یونہی نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا نشان دکھائے ہیں۔ کیا کوئی تم میں سے ایسا بھی ہے جو یہ کہہ سکے۔ کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں۔ جس کو ہماری صحبت میں رہنے کا موقعہ ملا ہو۔ اور اس نے خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ نشان اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو ؛ ہماری جماعت کے لئے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو کیونکہ اگر سستی ہو۔ تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو۔ اور مسابقت الی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو۔ تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے۔ جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔ اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا۔ وہ یاد رکھے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل اس جماعت میں نہیں ہے۔ محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجائیگا۔ کہ وہ الگ ہو جائیگا۔ اسی لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو۔ جو دیجاتی ہے ؛"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان میں عید الاضحیٰ کی تقریب

قادیان ۱۷ - مارچ - کل عیدگاہ میں جہاں سائبانوں سے سایہ - اور قناتوں سے عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام کیا گیا تھا کئی ہزار مردوں - عورتوں اور بچوں کے مجمع نے نماز عید الاضحیٰ ادا کی - حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ۹ بجے کے قریب پیدل عیدگاہ میں تشریف لائے - چونکہ اس وقت تک بکثرت لوگ آ رہے تھے - اس لئے تھوڑی دیر مصلیٰ پر بیٹھ گئے - اور پھر نماز عید پڑھائی - نماز کے بعد ممبر پر کھڑے ہو کر قربانی اور انعام کے فلسفہ پر نہایت ہی ایمان افزا اور رقت خیز خطبہ ارشاد فرمایا - یہ خطبہ مفصل انشاء اللہ عنقریب شائع کر دیا جائیگا :

خطبہ کے بعد حضورؓ نے دعا فرمائی اور پھر خدام کو معانقہ کا شرف بخشا - ۱۵ - ۲۰ - خاکروبوں کو بھی جو حال میں مسلمان ہوئے ہیں - حضورؓ نے معانقہ کا موقعہ عطا فرمایا - اور پھر پیدل حضورؓ واپس تشریف لے گئے -

پولیس نے ایک مسلح گارد تھوڑے فاصلہ پر قائم کر رکھی تھی - کئی بیرونی مقامات سے بھی احباب نماز عید میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے - خدا تعالےٰ کے فضل سے مجمع نہایت شاندار تھا جس کے مقابلہ میں سایہ اور عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام ناکافی تھا :

نماز عید کے بعد اکثر اصحاب نے بکروں اور چھتروں کی قربانیاں دیں - اور بعض نے گائیں قربان کیں - ہر محلہ میں قربانی کا گوشت جمع کر کے ہر گھر میں گوشت پہنچانے کا انتظام کیا گیا - اس انتظام کے ماتحت کوئی گھر ایسا نہ رہا جسے گوشت حاصل نہ ہوا ہو :

آنریبل چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی داتا زید کا میں تشریف آوری

مسلم و غیر مسلم معززین علاقہ کی طرف سے پُر جوش استقبال

داتا زید کا ضلع سیالکوٹ میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ننہال ہیں - اپنے ماموں جناب چوہدری عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ داتا زید کا کی خواہش پر چوہدری صاحب موصوف ۲ ر مارچ ۳۵ء کو تشریف لائے - اور صبح ۹ - بجے کی گاڑی سے بدوملہی سٹیشن پر اُترے - جہاں علاقہ کے معززین نے جن میں غیر احمدی - غیر مبایع - غیر مسلم اور احمدی موجود تھے - نہایت پُر جوش استقبال کیا اور تھوڑی دیر معززین سے گفتگو کرنے کے بعد بذریعہ ٹانگہ پوہلہ مہاراں تشریف لے گئے - جہاں تمام ملحقہ دیہات کے لوگوں نے نہایت خلوص سے استقبال کیا - چوہدری غلام محمد صاحب نے چائے کا انتظام کیا ہوا تھا - چائے نوشی کے بعد داتا زید کا روانہ ہوئے - رستہ میں گھٹیالیاں کی جماعت احمدیہ نے استقبال کیا - پھر داتا زید کا میں قریباً ۱۵ - ۱۶ - دیہات کے زمینداروں نے جن میں ہندو - سکھ - مسلمان موجود تھے - جھنڈیوں اور دعائیہ فقرات سے خیر مقدم کیا - ۴ - بجے شام آپ نے زمینداروں کی عموماً - اور احمدیوں کی خصوصاً ترقی کے متعلق ایک نہایت جامع تقریر فرمائی - اگلے روز ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے :

ایک بات جس نے لوگوں پر خاص اثر کیا - وہ یہ تھی - کہ جناب چوہدری صاحب موصوف نے آتی دفعہ بھی - اور جاتی دفعہ بھی تھرڈ کلاس میں ریل کا سفر کیا - امید ہے - یہ بات زمینداروں کو کفائت شعاری - اور کسر نفسی کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیگی : خاکسار عبد الحمید مدرس داتا زید کا :

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۵ ر مارچ کو دستی بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر دستی بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے :-

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	فضل صاحب ولد عالم شاہ صاحب ضلع گورداسپور	۶	دین محمد صاحب نمبر دار - ضلع گورداسپور
۲	سلطان صاحب " "	۷	عبد السلام صاحب - سری نگر -
۳	فتح محمد صاحب ولد چوہدری محمد عظیم صاحب ضلع گورداسپور	۸	عبد الرحمٰن صاحب - "
۴	فتح محمد صاحب ولد دولت خان صاحب " "	۹	حبیب اللہ صاحب - "
۵	فتح دین صاحب ولد سمند صاحب " سیالکوٹ	۱۰	عبد المجید صاحب - ضلع گجرات
		۱۱	کریم بخش صاحب - ضلع امرت سر

ریاست پونچھ کے ایک احمدی کا انتقال

سردار عباس علی خان صاحب نے کنوئیاں (پونچھ) سے یہ افسوسناک اطلاع دی ہے کہ سردار فیروز الدین خان صاحب فوت ہو گئے ہیں - اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون - مرحوم پولیس میں سارجنٹ تھے - اور پہلے غیر مبایعین سے تعلق رکھتے تھے - ۱۹۳۳ء میں جب جناب سید زین العابدین صاحب ناظر دعوت و تبلیغ پونچھ تشریف لے گئے تو وہاں کے غیر مبایعین نے ان کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے لئے ایک مجلس منعقد کی جس میں سردار فیروز الدین خان صاحب معہ اپنے بعض ساتھیوں کے شریک ہوئے - نتیجہ یہ ہوا - کہ مرحوم معہ اپنے ساتھیوں کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے - اور روز بروز اخلاص میں ترقی کرنے لگے - گزشتہ سالانہ جلسہ پر وہ معہ سردار عباس علی خان صاحب نمبر دار کنوئیاں پہلی دفعہ قادیان میں آئے تھے - احباب مرحوم کا جنازہ پڑھیں - اور دعائے مغفرت کریں - ہم مرحوم کے خاندان سے اس حادثہ میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں - کہ خدا تعالےٰ انہیں جماعت احمدیہ کے مخلص ممبر بنائے - اور انہیں اپنے علاقہ میں اشاعت دین کی توفیق بخشے :

نبوتِ مسیح موعودؑ

آنے والے کی نبوت اس طرح ہے آشکار
جس طرح ہو ماہ کامل یا خورِ نصفُ النہار
منکروں پر ہے یہ قولِ میرزا حجت حسن
"دل ہمارے ساتھ ہیں گو مونہہ کریں بک بک ہزار"

حسن رہتاسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
201
Digitized by Khilafat Library Rabwah
نمبر ۱۱۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

اِظہارِ حقیقت اور گالی میں فرق

احراریوں کو چیلنج کہ آؤ اِسلام کیلئے جانی اور مالی قربانیوں میں مقابلہ کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۸ مارچ ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ اور سورۂ جمعہ کی آیات قل یاایھا الذین ھادوا اِن زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین - ولا یتمنونہ ابداً بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملٰقیکم ثم تردون الی عٰلم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلی آیت میں اس بات کا ذکر تھا۔ کہ محض خدا تعالےٰ کی کتاب کے حامل ہونے سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک اس کے مطابق اپنی زندگیاں بسر نہ کی جائیں۔ اس وقت تک صرف اس کتاب کو اٹھا لینا ایسا ہی ہے۔ جیسے

گدھے پر کتابیں

لاد دی جائیں۔ جس طرح قرآن مجید کے بھرے ہوئے بکس ایک گدھے کی پیٹھ پر لاد دینے سے وہ زیادہ عقلمند نہیں ہو جاتا اور نہ تورات اور انجیل کے لاد دینے سے وُہ زیادہ عقلمند سمجھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک ان پڑھ۔ اور جاہل آدمی جو قرآن مجید کے مطالب کو نہیں سمجھتا۔ اور نہیں سمجھنا چاہتا۔ بیس۔ تیس یا چالیس قرآن مجید بھی اپنے سر پر اٹھا لے۔ تو کیا اس کے دل میں

معرفت کا دریا

پھُوٹ سکتا ہے۔ معرفت کا دریا اسی کے دل میں پھوٹے گا اور وُہی شخص روحانیت سے حصہ پائے گا۔ جس کے دل میں قرآن ہو۔ اور جس کے سر میں قرآن ہو۔ سر پر قرآن اٹھانا کام نہیں دیتا۔ اور نہ پیٹھ پر قرآن لاد لینا کوئی کام دے سکتا ہے۔ بلکہ جب

سر میں قرآن

ہو۔ اور دل میں قرآن ہو تب انسان ان ثمرات کو پا سکتا ہے۔ جو قرآن مجید پر عمل کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں۔ اس مثال کے ذریعہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو متوجہ کرتا ہے۔ کہ تم سے پہلے ایک کتاب یعنی تورات دُنیا میں نازل ہُوئی۔ اور لوگوں کے لئے اسے راہ نما قرار دیا گیا مگر اس کے ماننے والوں نے کچھ عرصہ کے بعد اس کتاب کو سمجھنا۔ اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ زندگیاں اُس کے مطابق نہ بنائیں۔ اور نہ اس کے اوامر پر کاربند رہے اس کا نتیجہ کیا ہُوا۔ اللہ تعالےٰ کے حضور ان کی اتنی قیمت بھی نہ رہی۔ جتنی ایک گدھے کی اُس کے مالک کے نزدیک ہوتی ہے۔ اُن پر

عذاب پر عذاب

آئے۔ تکلیفوں پر تکلیفیں آئیں۔ اور مصائب پر مصائب آئے بجائے اس کے کہ خدا تعالےٰ ان کی مدد کرتا۔ نصرت کرتا۔ اور ان کے دُشمنوں کو خائب وخاسر اور ناکام و نامراد رکھتا۔ جب لوگ اُن کے دُشمن ہوئے۔ تو خدا کا عذاب بھی اُن پر نازل ہونا شروع ہو گیا۔ جس طرح آسمان سے جب پانی برستا ہے تو زمین سے بھی چشمے پھُوٹنے لگتے ہیں۔ اس کے بالکل اُلٹ زمین سے جب ان پر عذاب نازل ہونا شروع ہُوا۔ تو آسمان نے بھی اُن پر آگ برسانی شروع کر دی۔ پس اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس واقعہ سے عبرت دلاتا۔ اور انہیں نصیحت کرتا ہے۔ کہ تم ایسے مت بننا۔ جس قوم کے متعلق یہ کہا جائے۔ کہ اس کی مثال گدھوں کی سی ہے۔ ضرور ہے۔ کہ وُہ اس بات پر بُرا منائے۔ اور کہے۔ کہ ہمیں گالی دی گئی ہے۔ اور یقیناً جس وقت یہ آیت

یہُود کی مجالس

میں پڑھی جاتی ہوگی۔ مثل الذین حُمّلوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ کہ وُہ لوگ جنہیں خدا تعالےٰ نے تورات دی۔ مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا۔ اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس نے کتابیں اٹھائی ہُوئی ہوں تو ان پر یہ عبارت

سخت شاق

گزرتی ہوگی۔ اور یقیناً وُہ اس پر ناراض ہوتے ہونگے۔ اور کہتے ہونگے۔ کہ ہمیں کیوں گدھا کہا گیا۔ لیکن اگر ٹھنڈے دل سے قرآن کریم کے اس دعوے پر غور کیا جائے۔ اور یہودی عیسائی یا مسلمان کا سوال درمیان سے اٹھا دیا جائے۔ تو کونسا شخص اس

مضمون کی صداقت

سے انکار کر سکتا ہے۔ تم عیسائیوں سے پوچھ دیکھو۔ کہ اگر ایک عیسائی انجیل پر عمل نہ کرے۔ تو اُسے کیا کہا جائے۔ اور گو انجیل ہمارے نزدیک کوئی شرعی کتاب نہیں لیکن عیسائیوں کے نزدیک وُہ

ایک کامل ہدایت نامہ

ہے۔ اور عمل کے لحاظ سے ہر عیسائی مجبور ہے۔ کہ وُہ انجیل کی ہدایات کو اپنے مدنظر رکھے۔ اور اپنے اعمال کی انجیل پر بنیاد رکھے۔ پس اگر ایک عیسائی سے پوچھا جائے۔ کہ جب کوئی عیسائی کہلا کر انجیل پر عمل نہیں کرتا۔ انجیل اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے مگر اپنے دل میں نہیں رکھتا۔ تو کیا اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے۔ یا نہیں۔ جس پر کتابیں لاد دی جائیں۔ تو اگر اسے یہ خیال پیدا نہ ہو۔ کہ تم اس پر طعن کر رہے ہو۔ تو یقیناً وُہ یہی کہے گا۔ کہ یہ درست ہے۔ اسی طرح اگر

ایک مسلمان سے پُوچھو

کہ وُہ شخص جو قرآن مجید پر ایمان لانے کا دعوے کرتا ہے۔ مگر عملی لحاظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے قرآن کو پس پشت ڈال رہا ہے۔ مُونہہ سے تو دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ میں اسلام کا عاشق۔ اور قرآن مجید کا متبع ہُوں لیکن اس کے اعمال

قرآن مجید کے خلاف

ہیں۔ تو بتاؤ۔ اگر ایسے شخص نے اپنے ہاتھ یا سر پر قرآن اُٹھایا ہُوا ہے۔ تو کیا اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے۔ یا نہیں جس پر کتابیں لادی گئی ہوں۔ پس اگر اسے یہ خیال پیدا نہ ہو۔ کہ تم اس کی ذات کی طرف اشارہ کر رہے ہو۔ تو یقیناً وُہ کہے گا۔ کہ ہاں یہ درست ہے۔ البتہ اگر اسے یہ وہم ہو جائے کہ تم اُس پر اتمامِ حجت کرنی چاہتے ہو۔ اور اس پر طعن کر رہے ہو۔ تو پھر وُہ لڑ پڑے گا۔ اور کہے گا۔ کہ تم نے مجھے گالی دی لیکن اگر ذاتیات کو درمیان میں نہ لایا جائے۔ اور اصُولی طور پر سوال کیا جائے۔ تو خواہ کسی قوم کے فرد سے دریافت کر لیا جائے۔ اُن میں سے ہر ایک یہی کہے گا۔ کہ بے شک ایسا شخص اس گدھے کی طرح ہے۔ جس نے کتابیں اٹھائی ہُوئی ہوں۔ اسی طرح اگر یہُودیوں سے پُوچھا جائے۔ تو وُہ بھی یہی جواب دینگے اگر ایک ہندُو سے پُوچھا جائے۔ کہ ایک شخص ویدوں پر ایمان لانے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ مگر نہ اپنے عقائد ویدوں کی تعلیم کے مطابق رکھتا ہے۔ نہ اعمال ان کے مطابق رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو بتاؤ۔ اگر اس کے سر پر یا اس کے ہاتھوں میں وید ہو۔ مگر اس کے دل میں

ویدوں کی عظمت

نہ ہو۔ تو کیا اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے۔ یا نہیں جس پر کتابیں لادی گئی ہوں۔ تو وُہ بھی یہی کہے گا۔ کہ ہاں واقعہ میں وُہ گدھے کی مانند ہے۔ اور اس پر وُہ ہرگز بُرا نہیں منائے گا۔ بُرا لگنے کا سوال تب پَیدا ہوتا ہے۔ جب انسان یہ سمجھے۔ کہ یہ میرے متعلق کہا جا رہا ہے۔ لیکن جب کسی بات کو

ایک علمی سوال

بنا دیا جائے۔ تو پھر کوئی شخص بُرا نہیں منا سکتا۔ فرض کرو۔ کوئی شخص میرے پاس آئے۔ اور کہے کہ اگر ایک شخص احمدی کہلاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہر وقت اٹھائے پھرتا ہے۔ لیکن ان کتابوں پر عمل نہیں کرتا۔ تو کیا اس کی مثال گدھے کی سی ہے۔ یا نہیں۔ تو کیا تم سمجھتے ہو۔ میں اس حقیقت سے انکار کر دُوں گا یقیناً میں یہی جواب دُونگا۔ کہ اگر کوئی احمدی ایسا ہے۔ جو

حضرت مسیح موعُود علیہ السّلام کی تعلیم

پر عمل نہیں کرتا۔ اور صرف کتابیں اُٹھائے پھرتا ہے۔ تو وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لادی گئی ہوں۔ پس دُنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں۔ جس کے سامنے اصُولی طور پر یہ سوال رکھا جائے۔ کہ اگر کوئی شخص مُونہہ سے ایمان لانے کا دعوےٰ کرے۔ مگر نہ اس کے عقائد ایمان کے مطابق ہوں۔ اور نہ اعمال ایمان کے مطابق ہوں۔ تو کیا وُہ گدھے کی مانند ہے۔ یا نہیں۔ اور وُہ اس کا نفی میں جواب دے پس اس میں کسی قوم کی خصُوصیت نہیں۔ اور اس قسم کے الفاظ گالی نہیں۔ بلکہ

اظہارِ حقیقت

ہوتے ہیں۔ نادان لوگ اس قسم کے الفاظ کو گالیاں قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ جب قرآن مجید میں یہ لکھا ہُوا موجُود ہے کہ وُہ یہُود جو توراۃ پر عمل نہیں کرتے۔ گدھوں کی طرح ہیں۔ تو پھر مسلمانوں کو اس طریقِ کلام پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کیا مسلمان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ان کے متعلق کوئی سخت لفظ بطور اظہارِ واقعہ کہدیا جائے۔ تو وُہ ناجائز ہے۔ لیکن اگر دُوسروں کے متعلق وَیسا ہی سخت لفظ بطور اظہارِ واقعہ کہدیا جائے۔ تو وُہ جائز ہے۔ جو لوگ آج یہ شور مچاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں مخالفوں کی نسبت

سخت الفاظ

استعمال کئے ہیں۔ وُہ سوچیں۔ کہ جب یہودیوں کے سامنے یہ کہا جائے۔ کہ تمہیں تورات دی گئی تھی۔ مگر تم نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ اس لئے اب تم اس گدھے کی مانند ہو گئے ہو۔ جس پر کتابیں لدی ہُوئی ہوں۔ تو کیا وُہ یہ سُنتے ہی الحمد للہ کہتے ہوئے بغلگیر ہو جائیں گے۔ اور کہیں گے جزاک اللہ۔ آپ نے کیسا اچھا لفظ استعمال کیا۔ یا وُہ بُرا منائیں گے۔ اور اس لفظ کے استعمال کو اپنی ہتک سمجھیں گے۔ مگر تعجب ہے مسلمان قرآن مجید میں تو پڑھتے ہیں کہ

یہُود گدھے کی مانند ہیں

اور خاموش رہتے ہیں۔ لیکن جب ان کے سامنے ان کی حقیقت پیش کی جائے۔ تو وُہ شور مچانا شرُوع کر دیتے ہیں۔ آخر قرآن مجید نے یہ طریق کیوں اختیار کیا۔ اسی لئے کہ انہوں نے الہٰی کتاب پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا۔ پھر اگر مسلمان اللہ تعالےٰ کی کتاب پر عمل کرنا چھوڑ دیں۔ تو کیوں انہی الفاظ کے مستحق نہیں۔ جن کی پہلی قومیں مستحق ہوئیں۔ قرآن تو خود کہتا ہے۔ یضلّ بہٖ کثیرًا و یھدی بہٖ کثیرًا۔ یعنی جو طریق ہم نے اختیار کیا ہے۔ یہ کئی لوگوں کو اچھا لگیگا اور کئی لوگوں کو بُرا۔ کئی لوگ ہدایت پائیں گے۔ اور کئی گمراہ ہونگے مُسلمان آخر کیوں یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ اگر یہ دُوسری اقوام کے بزرگوں کے متعلق ہنسی کی باتیں کریں۔ تو وُہ ادبی لطائف قرار دیئے جائیں۔ لیکن اگر دُوسری قوم کے افراد مسلمانوں کے بزرگوں کو بُرا بھلا کہیں تو

واجب القتل

قرار پائیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ کہ سکھ مسلمانوں کے بزرگوں کے متعلق سخت الفاظ استعمال کریں۔ اگر ہندُو مسلمانوں کے بزرگوں کے متعلق سخت الفاظ استعمال کریں۔ اگر عیسائی مسلمانوں کے بزرگوں کے متعلق سخت الفاظ استعمال کریں۔ تو

مسلمانوں کا حق

ہو جاتا ہے۔ کہ سخت الفاظ کہنے والوں کو قتل کر دیں۔ تو پھر غیر مسلموں کا بھی حق ہے۔ کہ جو مسلمان ان کے بزرگوں پر ہنسی اڑائیں۔ ایسے مسلمانوں کو وُہ قتل کر دیں ؛۔

مگر کیا اس طرح دُنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور کیا اس طرح

صُلح اور محبت کی فضا

پَیدا ہو سکتی ہے۔ ہر عقلمند انسان کہیگا۔ کہ اگر یہ راستہ کھول دیا جائے۔ تو فتنہ و فساد کا دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ جس نے سمجھ لیا۔ کہ فلاں نے اس کے خلاف بات کہی ہے۔ وُہ اُٹھیگا۔ اور اسے قتل کر دے گا۔ حالانکہ

کوئی مذہبی کتاب

ایسی نہیں۔ جس میں اس قسم کے الفاظ نہ پائے جاتے ہوں۔ ویدوں میں بھی اس قسم کے الفاظ آتے ہیں۔ تورات میں بھی اس قسم کے الفاظ آتے ہیں۔ ژند و اوستا میں بھی اس قسم کے الفاظ آتے ہیں۔ اور قرآن کریم میں بھی اس قسم کے الفاظ موجود ہیں۔ مگر وُہ گالیاں نہیں۔ اظہارِ حقیقت ہے۔ گالی وُہ چیز ہوتی ہے جو حقیقتِ حال کا اظہار نہیں کرتی۔ اور اس میں جھُوٹ ہوتا ہے۔ مگر اظہارِ واقعہ حقیقت کے مطابق ہوتا ہے ؛۔

در اصل سخت الفاظ ہمیشہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک گالی۔ اور ایک اظہارِ حقیقت۔ پھر اظہارِ حقیقت بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک بُرا اظہارِ حقیقت ہوتا ہے۔ اور ایک اچھا۔

گالی یہ ہے

کہ کسی کو کتّا کہدیا جائے۔ بغیر اس کے کہ کتّے کی کسی صفت کی طرف اشارہ ہو۔ مثلاً کتّے میں بھونکنے کی عادت ہے۔ اگر کوئی شخص اَیسا ہو۔ جو راہ چلتے لوگوں کو بلاوجہ گالیاں دے اور منع کرنے کے باوجود نہ رُکے۔ ہاں اسے کچھ رقم دیدی جائے۔ تو خاموش ہو جائے۔ تو اگر ایسے شخص کو ہم کتّا کہیں گے۔ تو یہ اظہارِ حقیقت ہو گا۔ لیکن اس کی بجائے اگر ہم کوئی اور لفظ اس کے متعلق استعمال کریں۔ مثلاً سؤر کہدیں۔ تو یہ گالی ہو گی۔ کیونکہ یہ

واقعہ کے مطابق نہیں

یا فرض کرو۔ کسی مسئلہ پر کوئی شخص کسی دُوسرے شخص سے گفتگو کر رہا ہو۔ اور دُوسرا لاجواب ہو کر کہدے۔ کہ تو خبیث کتّا سؤر ہے۔ تو کوئی نہیں کہے گا۔ کہ یہ اظہارِ حقیقت ہے۔ کیونکہ کتّے مسائل میں اختلاف نہیں کیا کرتے۔ اور نہ سؤر مسائل پر بحثیں کیا کرتے ہیں ؛۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اس جگہ جو کتا سؤر اور خبیث کہا جائے گا۔ یہ گالی ہوگی۔ کیونکہ اس میں کوئی استعارہ مدنظر نہیں۔ اور نہ کوئی ایسی بات مدنظر ہے۔ جو

حقیقتِ حال کے مطابق

ہو۔ آگے حقیقت حال بھی جیسا کہ میں نے بتایا ہے دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک غلط حقیقت حال ہوتی ہے۔ اور ایک صحیح حقیقتِ حال ہوتی ہے۔ ایک حقیقتِ حال کے اظہار کا بُرا طریق تو یہ ہے۔ کہ مثلاً کسی کانے کو دل آزاری کے طور پر میاں یک چشم کہہ دیا جائے۔ یہ ہوگا تو حقیقتِ حال کا اظہار۔ اور گو یہ صحیح ہے۔ کہ اس کی ایک آنکھ ہی ہوگی۔ لیکن اگر بلاوجہ اُسے کانا کہا جائے۔ تو ہر شخص کہے گا کہ تم نے ظلم کیا۔ اور بلاوجہ دل آزاری کی۔ وُہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ گالی نہیں۔ بلکہ

حقیقتِ حال کا اظہار

ہے۔ کیونکہ اس نے بلاوجہ محض دل آزاری کے طور پر اسے کانا کہا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص جس کی صرف ایک آنکھ ہے اپنی آنکھ کی کسی بیماری کے وقت ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ اور وُہ کہتا ہے کہ یہ مرض خطرناک ہے۔ اگر اپریشن نہ کرایا تو تمہاری دُوسری آنکھ بھی جاتی رہے گی۔ اپریشن کی صورت میں ممکن ہے عرصہ تک بینائی قائم رہے تو یہ جائز ہوگا۔ اور اظہار حقیقت کا اچھا طریق ہوگا۔ پس گو پہلا شخص بھی کانا کہتا ہے۔ اور ڈاکٹر بھی اسے یک چشم کہتا ہے۔ لیکن یہاں چونکہ ڈاکٹر مجبور تھا۔ کہ اس کے کانا ہونے کا ذکر کرے۔ اور بتائے کہ اگر علاج نہ کرایا تو دُوسری آنکھ بھی ضائع ہو جائے گی۔ اس لئے کوئی اُسے بد اخلاق قرار نہیں دیتا۔ اور نہ اس کے کانا کہنے کو گالی سمجھتا ہے۔ لیکن دُوسرا جب دل آزاری کے لئے بغیر کسی وجہ کے یونہی کانا کہہ دے۔ تو وُہ گالی سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح جب مجسٹریٹ کے سامنے کسی شخص پر

چوری کا مقدمہ

پیش ہوتا ہے۔ اور پولیس اس کے چور ہونے کو ثابت کر دیتی ہے۔ تو کیا فیصلہ کرتے وقت مجسٹریٹ یہ لکھا کرتا ہے۔ کہ زید چور ہے۔ اور اسے چوری کی سزا دی جاتی ہے۔ یا یہ لکھا کرتا ہے کہ زید بڑا شریف نیک عابد اور زاہد ہے۔ اس لئے میں اسے دو سال قید کی سزا دیتا ہوں۔ پھر کیا جب مجسٹریٹ چور کو چور کہتا ہے تو کوئی اسے گالی سمجھتا ہے۔ کوئی بھی شخص اس لفظ کو گالی نہیں سمجھتا۔ کیونکہ مجسٹریٹ کو ضرورتاً اور حاجتاً اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں؛

غرض جب کوئی الفاظ حقیقتِ حال کے مطابق ہوں اور ضرورت ان الفاظ کے کہے جانے پر مجبور کرے۔ تو وُہ گالی نہیں۔ بلکہ

تمثیل اور تنبیہہ

202

کہلاتی ہے۔ گالی وہ ہوتی ہے۔ جو معنوی لحاظ سے مخاطب میں پائی نہیں جاتی۔ اور اگر پائی جاتی ہو۔ تو اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مشہور ہے کہ کوئی آدمی ایک ایسے محلے سے گزرا کرتا تھا جس میں ایک کانی عورت رہا کرتی تھی۔ وہ جب اسے پنجابی زبان میں کہتا بھابی کانیئے سلام اس پر وُہ شور مچانا شروع کر دیتی۔ اور لوگ جب اکٹھے ہوتے تو وُہ کہتا میں نے تو اسے سلام کیا ہے۔ اور کانی کو کانی نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔ مگر یہ طریق باوجود حقیقتِ حال کے مطابق ہونے کے بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اور سمجھا جانا چاہیئے کیونکہ اس کا مقصد محض

دل آزاری

ہوتا ہے۔ لیکن وُہ مامور جو دنیا کی ہدایت کے لئے آئے آخر لوگوں سے کیا کہے۔ کیا حضرت موسےٰ علیہ السلام جب آئے۔ تو انہوں نے فرعون اور اس کے ساتھیوں سے یہ کہا تھا۔ کہ آپ لوگ بڑے ہادی و راہ نما۔ پارسا۔ خدا رسیدہ اور اعلےٰ درجہ کے اخلاق رکھنے والے ہیں۔ میں آپکی اصلاح کرنے آیا ہوں۔ اگر وُہ ایسا کہتے تو کیا ہر شخص نہ کہتا کہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو کہتا ہے کہ ہم بڑے نیک اور پارسا ہیں اور دُوسری طرف کہتا ہے کہ میں اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ آخر

حضرت موسیٰ علیہ السلام

کو یہی کہنا پڑا کہ تم گمراہ ہو۔ اور روحانی لحاظ سے اندھے ہو۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں وہ آنکھیں دوں۔ جن سے تم خدا تعالےٰ کو دیکھو۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کی بدکاری اور فسق و فجور کو دیکھ کر انہیں

بدکار

کہا۔ ان کی ایذا رسانیوں کے رو سے انہیں

ڈسنے والے سانپ

قرار دیا۔ لیکن اگر وُہ یہ کہتے کہ تم لوگ یوں تو بڑے امن پسند ہو۔ نیک بھی ہو۔ خدا تعالےٰ کی محبت بھی تمہارے دلوں میں ہے۔ عدل اور انصاف کو بھی تم نے دنیا میں قائم کر رکھا ہے مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے تمہاری اصلاح کے لئے بھیجا ہے تو کیا ساری دُنیا انہیں پاگل قرار نہ دیتی۔ یوں بھی تو دنیا انبیاءؑ کو مجنون کہا کرتی ہے۔ مگر وُہ اس قسم کی باتیں کہتے تو ہر ایک ان کی بات پر ہنستا اور کہتا کہ یہ عجیب آدمی ہیں ایک طرف تو ہمیں بزرگ کہتے ہیں۔ اور دُوسری طرف دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ ہم تمہاری اصلاح کے لئے آئے ہیں۔ آخر

حضرت عیسےٰ علیہ السلام

کو یہی کہنا پڑا کہ تم سانپ ہو۔ سانپوں کے بچے ہو۔ اور اسی انجیل میں جس میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دُوسرا بھی اس کی طرف پھیر دیا جائے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کو کہا۔ کہ تم حرامکار ہو۔ شیطان کی اولاد ہو اور ان میں سے ہر لفظ اپنے مقام پر صحیح طور پر چسپاں تھا۔

شیطان کی اولاد

کے کیا معنی ہیں۔ شیطان ہمیشہ نیکی سے روکتا ہے۔ اور شیطان کی اولاد کے یہ معنی ہیں۔ کہ تم شیطانی کام کر رہے ہو۔ اور لوگوں کو سچائی کے قبول کرنے سے روکتے ہو۔ پھر کیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دشمن واقعہ میں ایسے نہ تھے۔ اسی طرح جب انہوں نے حرامکار کہا۔ تو سچ کہا کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام تو اپنے ماننے والوں کو

اطاعت کی تعلیم

دیتے مگر مخالف یہ مشہور کرتے کہ یہ حکومت کا باغی ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام ان کی جان بچانے کی فکر میں تھے۔ اور وُہ ان کو قتل کرانے کی فکر میں تھے۔ پھر وہ حرامکاری نہیں کرتے تھے۔ تو اور کیا کرتے تھے۔ پھر وہ سانپ بھی تھے کیونکہ جس طرح سانپ بلاوجہ ڈستا ہے۔ اسی طرح وُہ بھی نیش زنی کرتے اور ایذا رسانی پر کمربستہ رہتے۔ اسی طرح جب

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

دنیا میں آئے۔ اور خدا تعالےٰ نے آپ کو کتاب دی۔ تو اس وقت یہودیوں کے پاس تورات۔ عیسائیوں کے پاس انجیل زرتشتیوں کے پاس ژند و اوستا اور ہندوؤں کے پاس وید تھے۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ کہتے کہ آپ لوگوں کی کتابیں تو بڑی اعلےٰ درجہ کی ہیں۔ ان میں

نور اور ہدایت

بھری ہوئی ہے۔ اور ان کی تعلیم پر چل کر انسان اپنے رب کے پاس پہنچ سکتا ہے۔ لیکن دیکھو میری خاطر ان کو چھوڑ دو۔ اور جو کتاب میں پیش کرتا ہوں۔ اُسے مان لو۔ لازماً آپ کو یہی کہنا پڑتا۔ کہ وہ کتابیں

خدا تعالےٰ کی طرف سے

تھیں۔ مگر اب ان میں سے نور اٹھ گیا ہے۔ اور انسانی ہاتھوں نے ان میں

تغیر و تبدل

کر دیا ہے؛

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی کتابوں کو بُرا بھلا نہیں کہا۔ بلکہ ان کے متعلق ایک

حقیقتِ حال کا اظہار کیا

اور ان کی ہمدردی و خیر خواہی کے لئے وہ بات کہی جو سچی تھی ایسا ہی آجکل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض الفاظ کہے ہیں۔ اور لوگ ان پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان باتوں کو قرآن مجید میں پڑھتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے۔ کہ ان کو اپنے زمانہ پر بھی انہیں چسپاں کرنا چاہئے اللہ تعالےٰ بالکل صاف اور کھلے الفاظ میں فرماتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے تورات پر عمل نہیں کیا۔ ان کی مثال گدھے کی سی ہے۔ لیکن آج اگر یہودی شور مچادیں۔ اور کہیں۔ کہ قرآن نے ہمیں گالی دی ہے۔ تو یہ سب مخالف جو آج ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ انہیں کہنے لگ جائیں۔ کہ ان کی عقل ماری گئی۔ یہ تو اظہار حقیقت ہے۔ نہ کہ گالی۔ مگر یہی حرکت آپ کرتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے۔ کہ کس قدر بے جا حرکت کر رہے ہیں۔ بہر حال انہوں نے بھی اعتراض کر دیا تھا۔ جیسا کہ آجکل غیر احمدی ہماری جماعت پر کرتے ہیں۔ یہودی کوئی نیک تو تھے نہیں۔ کہ وہ خاموش رہتے۔ انہوں نے اس لفظ کے استعمال کرنے پر اعتراض کیا۔ اور جیسا کہ قرآن مجید کا طریق ہے۔ کہ وہ بغیر اعتراض کو بیان کئے

اعتراض کا جواب

دیدیا کرتا ہے۔ ایسا ہی یہاں بھی کیا گیا ہے۔ اور یہودیوں کے اسی اعتراض کا جو گدھا کہنے پر ان کے دل میں پیدا ہوا تھا جواب اگلی آیت میں دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ قل یایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین۔ فرماتا ہے دیکھو ہم نے غلط بیانی نہیں کی۔ گالی نہیں دی۔ بلکہ مجبوری سے ایک بات کہی ہے۔ اور واقعہ یہی ہے۔ کہ وہ کتاب جو تمہیں دی گئی ہے۔ آج تم اس پر عمل نہیں کرتے۔ اور نہ اس تعلیم کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ تم کہتے ہو۔ کہ تمہارے سوا دنیا کی اور کوئی قوم خدا تعالیٰ کی پیاری نہیں۔ تم کہتے ہو۔ کہ تمہارے سوا اور کوئی قوم اس کے سچے دین کی حامل نہیں۔ تم کہتے ہو۔ کہ تمہارے سوا اور کسی قوم کے لئے آج نجات مقدر نہیں۔ مگر کیا تمہارے اعمال ایسے ہیں۔ جو اس قوم کے ہونے چاہئیں۔ جو اکیلی

خدا تعالےٰ کی محبوب

ہو۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو۔ جس کا یہ دعویٰ ہو۔ کہ میرے سوا اس جگہ اور کوئی تیراک نہیں۔ تو کیا وہ ایک ڈوبتے ہوئے بچہ کو دیکھکر یہ انتظار کیا کرتا ہے۔ کہ کوئی اور آئے۔ اور اس کی جان بچائے۔ یا اسے دیکھتے ہی چھلانگ لگا دیتا ہے۔ اگر وہ سمجھتا۔ کہ اور تیراک بھی وہاں موجود ہیں۔ تو اس صورت میں ممکن ہے۔ وہ اس انتظار میں کھڑا رہتا۔ کہ کوئی اور ڈوبنے والے بچہ کو بچانے کے لئے کودے۔ اور گو اس صورت میں بھی جرم سے وہ بالکل بری نہیں ہوگا۔ البتہ اس کا جرم ہلکا ہو جائے گا۔ لیکن وہ شخص جو اپنے آپ کو اکیلا تیراک سمجھتا ہو۔ اگر وہ ایک ڈوبتے ہوئے

بچہ کی جان بچانے کی فکر

نہیں کرتا۔ تو وہ کتنے الزام کے نیچے آتا ہے۔ ایک مالک مکان کے کئی نوکر ہوں۔ اور فرض کرو۔ اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہو۔ اور پہلے باورچی خانہ میں لگی ہو۔ تو دوسرے نوکر ممکن ہے یہ خیال کرلیں۔ کہ باورچی اس آگ کو بجھالیگا۔ اور اس خیال کے ماتحت خاموش بیٹھے رہیں۔ گو وہ جرم سے بالکل بری نہیں ہونگے۔ لیکن ان کا جرم کسی قدر کم ضرور ہو جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا۔ کہ اور بھی آگ بجھانے والے ہیں۔ لیکن اگر ایک نوکر کو یہ یقین ہو۔ کہ گھر میں اور کوئی خادم نہیں۔ اور پھر بھی وہ آگ کو نہ بجھائے۔ تو بتاؤ وہ مجرم ہوگا یا نہیں۔ اسی رنگ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے یہودیو! ہم نے تمہارے متعلق جو کچھ کہا اگر یہ گالی ہے۔ تو ہم تمہارے سامنے

ایک معیار

پیش کرتے ہیں۔ تم کہتے ہو۔ کہ تمہیں تورات ملی۔ جو خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ تم کہتے ہو۔ کہ تمہیں تورات ملی۔ اور اس میں سچائی اور نور ہے۔ تم کہتے ہو۔ کہ تمہیں تورات ملی اور تم ہی خدا کی چنیدہ جماعت ہو۔ تم کہتے ہو۔ کہ تمہیں تورات ملی۔ اور تم ہی خدا کی محبوب قوم ہو۔ تمہارا دعوےٰ ہے۔ کہ انکم اولیاء للہ من دون الناس۔ تم ہی خدا کے دوست ہو۔ اور کوئی قوم خدا تعالےٰ کی دوست کہلانے کی حقدار نہیں۔ پھر بتاؤ۔ تم نے

خدا تعالےٰ کے دوست اور محبوب

کہلا کر اس ظلمت اور تاریکی کے مٹانے کے لئے کیا کوششیں کیں۔ جو آج دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ جس طرح ایک بچے کو سخت بیمار دیکھکر اس کی ماں مرنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ جس طرح ایک بچے کو ڈوبتا دیکھکر اس کا باپ اپنی جان سے بے پرواہ ہو کر کود پڑتا ہے۔ جس طرح ایک مالک اپنے گھر میں آگ لگی دیکھکر بے تحاشا اسے بجھانے کے لئے دوڑ پڑتا ہے۔ جس طرح ایک ملک پر جب دشمن حملہ آور ہو۔ تو نوجوان اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جس طرح قوموں پر حملہ کے وقت چھوٹے اور بڑے سب اپنی جان اور اپنے مال لٹانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ تم بتاؤ۔ کہ کیا تم نے اسی طرح

خدا تعالےٰ کے دین کیلئے

اپنی جانیں قربان کیں۔ تمہارے سامنے خدا تعالےٰ کی کھیتیاں برباد کی جارہی ہیں۔ تمہارے سامنے خدا تعالےٰ کی عبادتگاہیں مٹائی جارہی ہیں۔ تمہارے سامنے اس کے نام کی بے حرمتی کی جارہی ہے۔ تم بتاؤ۔ کہ کیا تم نے وہ قربانی کی جو اپنے بچہ کے لئے ماں اور اپنے ملک کے لئے سپاہی کیا کرتا ہے۔ تم جب کہتے ہو۔ کہ تمہارے سوا دنیا کی اور کوئی قوم خدا تعالےٰ کی دوست نہیں۔ تو تمہاری ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ اگر تم یقین رکھتے۔ کہ عیسائی بھی خدا تعالےٰ کے دوست ہیں۔ اگر تم یقین رکھتے کہ ہندو بھی خدا تعالےٰ کے دوست ہیں۔ اگر تم یقین رکھتے۔ کہ زرتشتی بھی خدا کے دوست ہیں تو تم کہہ سکتے تھے

ظلمت و تاریکی

کو وہ لوگ دور کرلیں گے۔ کفر کی جو آگ بھڑک رہی ہے اسے وہ لوگ بجھائیں گے۔ مگر تمہارا تو یہ دعوےٰ ہے کہ تم من دون الناس اولیاء اللہ ہو۔ پھر یہ جو

خدا تعالےٰ کے نور کی بے حرمتی

کی جارہی ہے۔ اس کی کھیتی کو کاٹا جانا اور اس کے نام پر ہنسی اڑائی جاتی ہے۔ اس کا تم نے کیا علاج کیا اگر تم اس کے دوست ہوتے تو کیا ممکن تھا۔ کہ تم ایسے نازک موقع پر خاموش ہو کر بیٹھے رہتے۔ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین۔ پس اگر تم سچے ہو۔ تو آؤ اور اپنی جانیں اور اپنے اموال خدا تعالےٰ کی راہ میں لٹا کر اپنے آپ پر موت وارد کرو۔ اگر تم

خدا تعالےٰ کے جلال کیلئے

اپنی جانیں نہیں دیتے۔ اگر تم خدا تعالےٰ کے جلال کے لئے اپنے اموال ایک حقیر چیز کی طرح نہیں لٹا دیتے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تورات تمہارے اندر نہیں۔ اور نہ اپنے دعوےٰ محبت میں تم سچے ہو۔ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا نور تمہارے اندر ہو۔ مگر جب اس کے نور کو مٹانے کے لئے دنیا میں کوششیں کی جارہی ہوں۔ تو تمہارے اندر قربانی کا جوش پیدا نہ ہو۔

دیکھو یہ وہ معیار ہے۔ جو

قطعی اور یقینی

ہے۔ اس کے ماتحت معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کونسی قوم اپنے دعوےٰ میں سچی ہے۔ اور کونسی نہیں۔ میں

اپنی جماعت سے

بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ دیکھو تم بھی کہتے ہو۔ کہ ہم من دون الناس اولیاء اللہ ہیں۔ تمہارا بھی یہی دعویٰ ہے۔ کہ آج سوائے حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے سوا نجات نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ تم بھی اس بات کے مدعی ہو کہ اولیاء اللہ تم ہی ہو اور تمہارے سوا اور کوئی خدا کا پیارا نہیں۔ ورنہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا کا کوئی اور بھی پیارا ہو اور نجات صرف تمہارے لئے مقدر ہو۔ اگر کوئی اور قوم بھی اس وقت خدا تعالیٰ کی پیاری ہے تو نجات صرف تمہارے لئے مقدر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے لئے بھی ہوگی اور اگر تم دعویٰ کرتے ہو کہ نجات صرف تمہارے لئے ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آج

خدا کا سپاہی

تمہارے سوا اور کوئی نہیں۔ کیا دنیا میں کوئی بھی شریف انسان ایسا ہو سکتا ہے جو کسی سے خدمت لے مگر اسے اجرت نہ دے۔ پھر اگر تمہارے نزدیک مسیحی بھی خدا تعالیٰ کے دین کو روشن کرنے والے ہوں۔ زرتشتی بھی خدا تعالیٰ کے دین کو پھیلانے والے ہوں۔ یہودی بھی اس کے دین کی اشاعت کرنے والے ہوں۔ ہندو بھی اس کے نام کو بلند کرنے والے ہوں۔ اور غیر احمدی بھی اسلام کا درد اپنے سینہ میں رکھنے والے اور اس کی رضا کو حاصل کئے ہوئے ہوں تو کیا تمہاری عقل کے کسی گوشہ میں بھی یہ بات آسکتی ہے کہ وہ مزدوری کی اجرت صرف تمہارے ہاتھ میں رکھیگا اور انہیں نجات سے محروم کر دے گا۔ کیا تم خدا تعالیٰ کو ظالم اور بے انصاف سمجھتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر جب تم کہتے ہو کہ مسیح موعود کے ماننے میں ہی نجات ہے تو دوسرے معنوں میں تم یہ کہتے ہو کہ آج خدا کا تمہارے سوا اور کوئی نوکر نہیں۔ آج خدا کا تمہارے سوا اور کوئی سپاہی نہیں۔ پس جب کہ تم بھی ویسا ہی دعویٰ کرتے ہو۔ جیسا کہ یہود نے کیا یا جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ یہ دعویٰ کیا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ ان کے سوا اور کوئی نجات یافتہ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین۔ یہ دعویٰ تبھی سچا ثابت ہوگا جب تم

مر کر دکھا دو

گر آج خدا تعالیٰ کے دین کی تمہارے سوا اور کوئی خبر لینے والا نہیں۔ اگر آج دنیا کی تمام قوموں میں سے صرف تم ہی ہو جو خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں رکھتے ہو تو بتاؤ اسلام پر جو مصیبتیں آرہی ہیں ان کے لئے تم کونسی قربانی کر رہے ہو۔ کیا مہینہ کے بعد ایک آنہ روپیہ کے حساب چندہ دیدینا یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ تم ہی من دون الناس اولیاء اللہ ہو۔ کیا اگر ایک گھر کو آگ لگی ہوئی ہو۔ تو تم اس پر ایک گلاس پانی ڈال دینا کافی سمجھ لیتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر

تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ تمہاری وہ قربانیاں جو تم اب تک کرتے چلے آئے ہو تمہارے لئے کافی ہیں۔ اس کے لئے تو تمہیں

موت میں سے گذرنا پڑے گا

پس سوچو کہ کیا تم موت لینے کے لئے تیار ہو۔ میں جانتا ہوں کہ جب بھی میں نے کسی قربانی کا اپنی جماعت سے مطالبہ کیا۔ جماعت کے ننانوے فیصدی افراد نے اس پر کہا کہ ہاں ہم تیار ہیں۔ پس میں اس وقت تمہیں الزام نہیں دے رہا بلکہ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ اس مقصود کو تم ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔ جب تک تم من دون الناس اولیاء اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ اس وقت تک ضروری ہے کہ تم

خدا کے لئے مرنے کے لئے تیار رہو

ہاں جب تم کہہ دو کہ اور قوموں کا بھی نجات پانے کا حق ہے۔ تو بے شک اس وقت وہ بھی ذمہ دار ہونگی۔ اور گو پھر بھی اگر کوئی بالکل خاموش بیٹھا ہے اور دین پر مصیبت آتی دیکھ کر اس کے دل میں کوئی احساس پیدا نہ ہو۔ تو وہ جرم سے کلی طور پر بری نہیں ہوگا۔ صرف اس کا جرم کسی قدر کم ہو جائے گا۔ مگر جب تک تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ دنیا میں اکیلی خدا کی محبوب جماعت صرف جماعت احمدیہ رہ گئی ہے۔ اس وقت تک اگر تم مرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو تمہارا جرم خطرناک حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

غرض علاوہ مہاجرین کے جن کا ان آیات میں ذکر ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ اس آیت میں جس موت کا ذکر ہے وہ وہ موت ہے۔ جو دین کی خدمت کے لئے خدا کی ہر قوم کو اپنے نفوس پر وارد کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ انہی معنوں کی تائید میں میرے دل میں ایک اور آیت سورہ بقرہ کے بتیسویں رکوع کی ڈالی گئی ہے۔ یہاں بھی

یہودیوں کا ذکر

ہے۔ اور وہاں بھی یہودیوں کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ یہود کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت۔ فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم۔ ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ واعلموا ان اللہ سمیع علیم۔ فرماتا ہے۔ وہ وقت تمہیں معلوم ہے۔ جب کہ ہزارہا یہود اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے نکلے۔ یا یہود کے چند خاندان موت کے ڈر سے باہر نکلے۔ کیونکہ بعض ادیبوں نے الوف کے معنی قبائل اور خاندان کے بھی کئے ہیں۔ پس فرمایا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے

کہ وہ ہزارہا یہود جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے اپنے گھروں سے نکلے۔ انہیں اپنی تباہی و بربادی اپنے سامنے نظر آتی تھی۔ وہ دیکھتے تھے کہ ساری دنیا انہیں کچلنے کے لئے تیار ہے۔ در و دیوار ان کے مارنے کے لئے دوڑتے تھے۔ زمین ان کے لئے تنگ تھی اور آسمان ان پر آگ برسا رہا تھا۔ تب وہ یہود اپنے زمانہ کے نبی کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اب تو ہم اس مخالفت سے مر گئے۔ فقال لھم اللہ موتوا۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ انہیں کہا۔ کہ اگر دشمن تمہیں مارنے کے لئے آرہا ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ تم اس کے مارنے سے پہلے خود اپنے آپ کو مار دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے یہ حکم دیا تو وہ مر گئے۔ ثم احیاھم۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو زندہ کر دیا۔ اس جگہ صاف الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا ہے کہ یہود کو جب دشمن تباہ کرنے لگا تو ہم نے یہ حکم دیا تھا کہ موتوا۔ یعنی اگر تم موت سے بچنا چاہتے ہو اگر تم دائمی حیات کے وارث بننا چاہتے ہو۔ تو بجائے اس کے کہ دشمن آئے اور تمہارے اموال لوٹے۔ کیوں تم

اپنے مال خدا تعالیٰ کی راہ میں

چندوں میں نہیں لٹا دیتے۔ بجائے اس کے کہ دشمن آئے اور تمہیں اپنے گھروں سے نکالے۔ کیوں تم آپ تبلیغ دین کے لئے اپنے گھروں کو چھوڑ کر غیر ملکوں میں نہیں نکل جاتے۔ اور بجائے اس کے دشمن آئے اور تمہیں مارے کیوں خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کو خود قربان کر دیتے۔ کیا یہ اچھا ہے کہ دشمن مارے یا یہ اچھا ہے کہ تم اپنے آپکو خدا کی راہ میں قربان کر دو۔ جب دشمن ماریگا تو اس کے بعد زندگی کا سامان تمہارے لئے کوئی نہیں ہوگا لیکن جب اپنے آپ کو خدا تعالے کی راہ میں قربان کر دوگے تو زندہ ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے اس حکم پر وہ مر گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ احیاھم اللہ تعالیٰ نے انہیں

زندہ جاوید

کر دیا۔ پس فرمایا۔ قومی ترقی کا گر یہ ہے کہ افراد اپنے آپ کو خدا کے لئے ہلاکت میں ڈال دیں۔ تب اس کے نتیجہ میں انہیں دائمی حیات ملتی ہے۔ بندہ موت خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور خدا زندگی بندے کو عطا فرماتا ہے۔ جس طرح دو دوستوں میں جب تبادلہ اشیاء ہو تو ایک دوست اپنی بہترین چیزیں دوسرے کو دیتا ہے اور دوسرا دوست اپنی بہترین چیزیں اسے دے دیتا ہے۔ اسی طرح مخلص بندوں کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا تعالےٰ کو دیدیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اپنے بندوں کو دے دیتا ہے۔ بندہ اپنی چیز دیتا ہے اور خدا اپنی چیز۔ بندوں کے پاس موت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔ پس بندہ موت اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے قدموں میں ڈال دیتا ہے۔ اور خدا جو حیات کا مالک ہے۔ وہ

دائمی زندگی کی چادر

اس پر ڈال دیتا ہے۔ پس فرماتا ہے۔ کہ یہ درست ہے کہ ایک وقت میں ہم نے کہا تھا۔ کہ آج نجات صرف تمہارے لئے ہی مخصوص ہو چکی ہے اور کسی قوم کے لئے نجات نہیں۔ نجات محصور ہے مصر اور کنعان کے لوگوں میں۔ یا مصری اور یہودی قبائل میں۔ اور بے شک ہم نے کہا تھا۔ کہ مصریوں اور یہودیوں میں سے کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا سوائے ان لوگوں کے جو حضرت موسیٰ پر ایمان لائے۔ مگر فرمایا اس کے ساتھ ایک شرط بھی تھی۔ اور وہ یہ کہ ہم نے انہیں کہا تھا۔ موتوا اگر مر جاؤ گے تو ہم تمہیں دائمی زندگی دیں گے۔ اس وقت کے لوگوں نے ہمارے اس حکم کے مطابق اپنے لئے موت قبول کی اور خدا تعالے نے انہیں زندگی دے دی اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ اب بھی تم موسیٰ کے اتباع میں شامل ہو۔ تو فتمنوا الموت

موسیٰ کی جماعت والی قربانیاں

پیش کرو۔ کیا تم اسی طرح اپنی جانیں اور اپنے اموال اور اپنی عزتیں اور اپنی آبرو اور اپنے جذبات اور اپنے احساسات اور اپنی شہوات کو خدا تعالے کے لئے قربان کر رہے ہو۔ جس طرح موسیٰ کے ساتھیوں نے کیا۔ اگر نہیں کر رہے تو تمہارا کیا حق ہے کہ یہ کہو کہ ہم من دون الناس اولیاء اللہ ہیں۔

دیکھ لو۔ سورہ بقرہ کی آیت میں بھی اس مضمون کے بعد یہ فرمایا ہے۔ کہ وقاتلوا فی سبیل اللہ واعلموا ان اللہ سمیع علیم۔ یعنی اے مسلمانو۔ ہم نے موسیٰ ؑ پر ایمان لانے والوں سے کہا تھا۔ کہ اب تمہارے زندہ رہنے کی یہی صورت ہے کہ دشمن کا مقابلہ کرو اور اپنی جانیں اس مقابلہ میں قربان کر دو۔ پس تم بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کو تیار ہو جاؤ۔ قاتلوا فی سبیل اللہ نے تشریح کر دی ہے۔ کہ فتمنوا الموت کے کیا معنے ہیں۔ تمنوا الموت کے یہی معنے ہیں کہ تم اپنی ہر چیز خدا تعالے کے راستہ میں لٹا دو۔ پس اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالا ہے کہ تمنوا الموت میں مرنے والی موت کی طرف اشارہ ہے۔ اور گو اس کے وہ بھی معنے ہیں۔ جن سے

مباہلہ کا استنباط

ہوتا ہے۔ مگر اس کے یہ دوسرے معنے بھی ہیں۔ اور قاتلوا فی سبیل اللہ کے الفاظ ان معنوں پر دلالت کرتے ہیں

مگر فرمایا۔ ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم یہ کبھی اس موت کو اپنے نفوس پر وارد کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ ان کی ساری زندگی جب کہ گناہوں میں گذری۔ تو انہیں اس

عظیم الشان نیکی کی توفیق

کس طرح مل سکتی ہے۔ اخلاص اخلاص کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اور نیکی نیکی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ جن کے دل میں ایمان نہ ہو۔ وہ اگرچہ زبان سے فدائیت کے دعوے کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر وقت آنے پر ان کا قدم پھسل جاتا ہے۔ منافق آدمی بھی موجود ہے بظاہر یہ کہتا کہ دین کیلئے میں اپنی جان فدا کر دوں گا۔ لیکن وقت آنے پر اسے قربانی کی توفیق نہیں ملتی۔ کیونکہ قربانی اس کے دل میں نہیں ہوتی۔ اگر یہودیوں کے دلوں میں بھی سچا ایمان ہوتا تو کیا ممکن تھا۔ کہ وہ صحابہ کے مقابلہ پر قربانیاں نہ کرتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے تو اپنی جانیں خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دیں۔ اپنے اموال اس کے راستہ میں لٹا دیئے۔ اپنی عزتیں اس پر نچھاور کر دیں۔ اور اپنے وقار کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اگر دشمن آیا تو اس سے کوئی خوف نہ کیا۔ اس کے مقابلہ میں یہود کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے کیا کیا۔ اگر کچھ بھی نہیں کیا تو کس طرح تم کہہ سکتے ہو کہ تمہارے اندر دین کی حقیقی روح پائی جاتی ہے۔ دیکھو یہاں مسلمانوں اور یہودیوں کی قربانیوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور یہود سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اگر تم واقعی اولیاء اللہ ہو۔ تو تم مسلمانوں سے قربانیوں میں مقابلہ کر لو۔ اگر مسلمانوں سے تم قربانیوں میں بڑھ جاؤ تو ظاہر ہو جائیگا کہ تم میں

دین کا زیادہ جوش

ہے۔ اور اگر مسلمان ان قربانیوں میں بڑھ جائیں تو یہ تمہارے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہوگا۔ یہی آج کل ہم غیر احمدیوں سے کہہ سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں

وہ احرار

جو یہ کہتے ہیں۔ کہ احمدی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے والے ہیں۔ وہ احرار جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام کا درد احمدیوں کے دلوں میں نہیں۔ وہ احرار جو یہ کہتے ہیں۔ کہ احمدی اسلام کے دشمن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد رکھنے والے ہیں۔ میں انہیں

چیلنج

کرتا ہوں۔ کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ہمارے متعلق کہتے ہیں کہ ہم چھپن ہزار ہیں۔ گو نہ یہ صحیح ہے کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ ہیں۔ اور نہ یہ صحیح ہے کہ ہماری تعداد چھپن ہزار ہے۔ مگر ان کے موہنہ کا دعویٰ چونکہ یہی ہے اس لئے بفرض محال اسے درست تسلیم کرتے ہوئے میں کہتا ہوں۔ کہ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ بیہودہ طریق پر اڑیں اور گند پھیلائیں۔ کیوں قرآن مجید کے اس بیان کردہ معیار کے مطابق آپس میں فیصلہ نہیں کر لیتے۔ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو آئیں۔ اور غیر قوموں یعنی ہندوؤں اور عیسائیوں وغیرہ کو مسلمان بنانے کے لئے وہ بھی قربانیاں کریں اور ہم بھی قربانیاں کرتے ہیں۔ وہ بھی آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کو لے کر اشاعت اسلام کے لئے جانی اور مالی قربانیاں کر کے دکھلائیں اور ہم بھی اپنے چھپن ہزار افراد کو لے کر

مالی اور جانی قربانیاں

کرتے ہیں۔ پھر دنیا پر خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ کہ کون اسلام کی محبت کے دعویٰ میں سچا ہے اور کون کاذب۔ کون اپنے موہنہ کی لاف و گزاف سے دنیا کو قائل کرنا چاہتا ہے اور کون عملی رنگ میں اسلام سے اپنی محبت کا ثبوت پیش کرتا ہے صرف موہنہ سے اسلام کی محبت کا دعویٰ کرنا تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ سو گز واروں گز بھر نہ پھاڑوں۔ ہم سے جانی اور مالی قربانیوں میں مقابلہ کر لیں۔ اور پھر دیکھیں کہ کون

اسلام کا سچا درد

اپنے سینہ میں رکھتا ہے۔ ان میں اسلامی محبت تو صرف اتنی رہ گئی ہے۔ کہ اگر کسی غیر مسلم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سخت الفاظ لکھے تو اٹھے اور اسے قتل کر دیا۔ بے شک ایسا شخص جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کے دل میں کسی قدر اسلام سے محبت تو ضرور ہوتی ہے مگر وہ

نادان محبت کرنے والا

ہوتا ہے۔ ایسا ہی اسلام کا نادان دوست جب کسی غیر مسلم کو مار دیتا ہے تو یہ سارے لوگ اس کی تعریفیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ قابل تعریف کام ہے۔ کہ کسی غیر مسلم کو

اسلام کے نام پر قتل

کر دیا جائے۔ تو کیوں ایسے مواقع پر یہ اپنے بچوں کو نہیں بھیجتے۔ یا خود نہیں جاتے۔ کیا عبد القیوم اور محمد صدیق کے ماں باپ نہیں تھے۔ کیا ان کے رشتہ دار اور عزیز و اقارب نہیں تھے۔ اگر تھے تو پھر "زمیندار" والے اختر علی خاں کو کیوں نہیں بھیجتے۔ کہ وہ جا کر کسی غیر مسلم کو قتل کریں یا دوسرے لوگ جو تعریفیں کرنے والے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو کیوں نہیں بھیج دیتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر ان کی تعریف سچی تعریف ہوتی۔ اور اگر وہ دل سے سمجھتے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یہی تقاضا ہے۔ کہ بدزبان غیر مسلم کو قتل کر دیا جائے۔ تو آپ گھروں میں کیوں بیٹھ رہتے ہیں۔ اور کیوں صرف دوسرے کی قربانی پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ اس کا صاف یہ مطلب ہے۔ کہ وہ خود اسلام کے لئے کسی قسم کی قربانی کرنی نہیں چاہتے۔ حالانکہ اس جگہ اللہ تعالےٰ یہ معیار قرار دیتا ہے۔ کہ اگر کوئی قوم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول سے محبت کا دعویٰ کرتی ہو۔ تو ضروری ہے۔ کہ وہ ایسی قربانیاں کرے۔ جو

دوسروں سے ممتاز حیثیت

رکھتی ہوں۔ پس اگر احرار بھی یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کا درد اپنے سینہ میں ہم سے زیادہ رکھتے ہیں۔ تو آئیں۔ اور ہم سے قربانیوں میں مقابلہ کرلیں۔ وہ بھی مالی قربانی کریں۔ اور ہم بھی مالی قربانی کرتے ہیں۔ وہ بھی جانی قربانی کریں۔ اور ہم بھی جانی قربانیاں کرتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں۔ کہ کون اس مقابلہ میں فائق رہتا ہے۔ ہمارے آدمی ہمیشہ اپنے اموال قربان کرتے چلے آئے اور کرتے چلے جائیں گے۔ اسی طرح ہمارے آدمی جانی قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں اور بچوں کو چھوڑ کر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ممالک غیر میں نکل جاتے ہیں۔ احرار آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یاد رکھیں۔ کہ اگر وہ اس مقابلہ پر آئے تو ہمارا چھپن ہزار بھی انشاء اللہ ان سے ہر قسم کی قربانی میں بڑھکر رہیگا۔ اور اگر وہ اس مقابلہ میں ہم سے بڑھ جائیں۔ تو پھر ہم جھوٹے ہونگے۔

میں یہ نہیں کہتا۔ کہ

ہمارے اندر منافق

نہیں۔ قادیان میں بھی بعض منافق ہیں۔ اور باہر کی جماعتوں میں بھی۔ لیکن میں یہ جانتا اور یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر آج ضرورت پڑے اور میں اپنی جماعت سے یہ مطالبہ کروں۔ کہ صرف جوتیاں پہن لو۔ اور گھر بار چھوڑ کر

میرے پیچھے چلے آؤ

تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ جب میں یہاں سے نکلونگا۔ تو بہت تھوڑے منافق پیچھے رہ جائیں گے۔ باقی سب میرے ساتھ چل پڑینگے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر آج میں یہ اعلان کروں کہ جس قدر تاجر ہیں۔ وہ اپنی تجارتوں کو چھوڑ کر اور اپنی دوکانوں کے دروازے بند کرکے

اسلام کی تبلیغ کے لئے

نکل کھڑے ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر تاجر اس آواز پر لبیک کہے گا۔ اسی طرح میں اگر زمینداروں سے کہوں۔ تو وہ اپنے

ہل چھوڑ کر آنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اور اگر ملازموں سے کہوں۔ کہ ملازمتیں چھوڑ کر تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہو۔ تو وہ ملازمتیں چھوڑ کر آنے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور بہت کم منافق ایسے رہ جائیں گے۔ جو نہ آئیں۔ باقی سب تاجر کیا اور زمیندار کیا۔ ملازم کیا اور غیر ملازم کیا۔ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے آجائیں گے۔ یہ آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندے بھی تو ایسا کمال کرکے دکھلائیں کیا یہ

تعجب کی بات

نہیں۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر تو ہم اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر رہے ہوں لیکن محبت ان لوگوں کے دلوں میں گھر بیٹھے موجزن ہو۔ اور یہ کسی بھولے بھالے مسلمان نوجوان کے کسی ہندو کو قتل کر دینے پر واہ واکرنے کے سوا اور کوئی کام کرنا ہی نہ جانتے ہوں۔ اگر وہ صحیح طریق ہے۔ جو غریب محمد صدیق اور عبدالقیوم نے اختیار کیا تو کیوں یہ اپنے بچوں کو اسی طریق پر چلنے کی ہدایت نہیں کرتے۔ میں تو جس طریق کو ضروری سمجھتا ہوں۔ اس پر چلنے کی

اپنے ہر بچے کو تاکید

کیا کرتا ہوں۔ میں نے اپنے ہر بچہ کو دین کی خدمت کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ اور اگر میں انہیں تعلیم دلاتا ہوں۔ تو یہ کہکر تعلیم دلاتا ہوں۔ کہ تم پر یہ قرض ہے۔ اور تمہارا فرض ہوگا۔ کہ تم اپنے علم کو اشاعت اسلام کے لئے صرف کرو۔ پھر جب بھی کبھی جماعت کے سامنے مالی تحریک ہوتی ہے۔ میں بعض دفعہ قرض لیکر بھی اس تحریک میں حصہ لیتا ہوں۔ تا کسی کو یہ شبہ نہ ہو۔ کہ قربانی کے لئے ہمیں تو کہا جاتا ہے۔ مگر خود قربانی نہیں کی جاتی۔ پھر اوقات کی قربانی ہے۔ اس میں بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ اگر کوئی دس گھنٹہ کام کرتا ہے۔ تو میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بارہ چودہ بلکہ بعض دفعہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتا ہوں۔ پس فتمنوا الموت کے مطابق میں

اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے

کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ قربانی کے ارادے جو میرے اندر ہیں۔ ان کے ماتحت قربانیوں کے وقت میں خدا تعالےٰ کے فضل سے کسی سے پیچھے نہیں رہتا۔ بلکہ آگے ہی بڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ غرض ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ کرکے بھی دکھا دیتے ہیں اور فتمنوا الموت کے مطابق ہماری جماعت موت قبول کر رہی ہے۔ اور ہر وقت

موت قبول کرنے کیلئے تیار

ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ابھی ہماری جماعت سے

ایسا سخت مطالبہ نہیں ہوا۔ کہ تمام لوگ گھر بار چھوڑ کر تبلیغ اسلام کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ اور دیکھنے والوں پر ایک گہرا اثر ہو۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ اب تک ہماری جماعت سے کوئی ایسا مطالبہ نہیں ہوا۔ جسے اس نے پورا نہ کیا ہو۔ بلکہ ہر مطالبہ پر اس نے خوشی کے ساتھ لبیک کہا۔

پھر خدا تعالیٰ ان کے لئے جو موت قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے فرماتا ہے۔ قل انّ الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم

موتیں دو قسم کی

ہوتی ہیں۔ ایک وہ موت جو دشمن کے ہاتھوں آتی ہے۔ اور دوسری وہ موت جو خود انسان اپنے نفس پر

خدا تعالےٰ کی محبت کیلئے

وارد کرتا ہے۔ گویا ایک طوعی موت ہوتی ہے۔ اور ایک جبری موت ہوتی ہے۔ جبری موت تو یہ ہے۔ کہ دشمن مارنے آئے۔ اور انسان اپنی حفاظت کے لئے قلعوں میں چھپے۔ اور اس سے خوف کھائے۔ لیکن طوعی موت وہ ہے۔ جس پر دل راضی ہوتا ہے۔ اور انسان کسی مصیبت کی پرواہ نہیں کرتا۔ پس فرمایا ہم نے جو موت پیش کی ہے۔ اسکے بعد تمہارے لئے زندگی مقدر تھی۔ تمہارے باپ دادوں نے اس راز کو سمجھا۔ اور وہ

موت کا پیالہ

بخوشی پی گئے۔ تب خدا تعالےٰ نے انہیں دائمی حیات کا وارث کر دیا۔ اگر تمہارا آج بھی یہ دعویٰ ہے۔ کہ تم اللہ تعالےٰ کے اولیاء ہو۔ تو تم کیوں وہ قربانیاں نہیں کرتے جو تمہارے باپ دادوں نے کیں۔ تم شاید سمجھتے ہو۔ کہ اگر تم نے یہ قربانیاں کیں۔ تو تم تباہ ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تباہی حسد سے الموت والی موت کے نتیجہ میں آتی ہے۔ موتوا والی موت کے نتیجہ میں تو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ تمہارے بڑے جب

موت کے ڈر سے

بھاگے تھے۔ تو خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے منہ سے یہ کہلوایا تھا۔ کہ مر جاؤ۔ پھر وہ مر گئے۔ اور زندہ ہو گئے۔ مگر اب تمہیں کیا ہو گیا۔ کہ تم اسی موت سے بھاگے جا رہے ہو۔ اور سمجھتے ہو۔ کہ یہ زندگی کا موجب نہیں ہو سکتی۔

قل انّ الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم۔ دیکھو ہم نے تمہارے سامنے

زندگی والی موت

پیش کی۔ اور تم نے سمجھا کہ جو موت تمہارے سامنے پیش کی گئی ہے وہ زندگی والی نہیں۔ بلکہ ہلاکت کے گڑھے میں گرانے والی ہے

تم اس سے بھاگے۔ مگر اے کمبختو اب تم کدھر بھاگے جا رہے ہو۔ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو۔ وہ تو زندہ کرنے والی ہے۔ مگر جس موت کی طرف جا رہے ہو۔ وہ تمہیں ہمیشہ کے لئے فنا کر دینے والی ہے یعنی

وہ قوم جو دین کے لئے قربانی نہیں کرتی

جو اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے لئے فنا کرنے کو تیار نہیں ہوتی۔ وہ مر جاتی اور اس کا نام دنیا سے مٹ جاتا ہے۔ تو الموت میں حذر الموت کی طرف اشارہ ہے۔ اور تمنو الموت میں اس موت کا ذکر ہے۔ جو موتوا والی ہے۔ اور اس طرح بتایا ہے کہ تم جس طرف بھاگے جا رہے ہو۔ درحقیقت موت وہ ہے۔ اور جس موت سے ڈر رہے ہو۔ وہ

زندگی کا پیالہ

ہے۔ جسے تم نہیں پینا چاہتے بے شک اگر تم زندگی والی موت اپنے نفوس پر وارد کرنے کے لئے تیار نہیں تو نہ کرو مگر یاد رکھو۔ ثم تردون الی عالم الغیب والشھادۃ ایک دن تم اس

خدا کے سامنے حاضر

کئے جاؤ گے۔ جو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ وہ تمہارے کالے اور سیاہ دل تمہارے سامنے پیش کرے گا۔ اور کہے گا کہ بتاؤ کیا ان دلوں میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت تھی یا اس احمدی کے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت تھی۔ جو سفید اور نورانی دل لے کر میرے پاس آیا ہے۔ وہ خدا یہ تمہارے دل تمہارے سامنے پیش کرے گا۔ جو غیب اور ظاہر کا خدا ہے۔ فینبئکم بما کنتم تعملون۔ پھر وہ بتائے گا۔ کہ تم نے میرے پیاروں اور

میرے رسول کے پیاروں کو

جو دنیا میں میرا نام بلند کر رہے تھے کس قدر دکھ دیا۔ اور یہ کہہ کہہ کر دکھ دیا۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔ حالانکہ تم نے ان لوگوں کے سینوں پر خنجر چلائے۔ اور ان لوگوں کے دلوں میں چھریاں ماریں۔ جو میرے دین کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے والے تھے ؞

سائیکلوں کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کو بعض فوری کاموں کے لئے چند عمدہ سائیکلوں کی جلد ضرورت ہے۔ اگر کوئی دوست مستعمل سائیکل جو اچھی حالت میں ہوں بھجوا سکتے ہوں۔ تو جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں ؞ ناظر امور عامہ قادیان

انجمن سیف الاسلام دہلی سے کامیاب مناظرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۹ مارچ انجمن سیف الاسلام سے اس کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ایک زبردست مناظرہ ہوا۔ ہماری طرف سے جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل مناظر تھے۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی سعد اللہ صاحب۔ مضمون مناظرہ یہ تھا۔ کہ اہلسنت والجماعت کے موجودہ عقائد کی رو سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے یا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی۔ ہمارے فاضل مناظر نے اپنی تقریروں میں بالوضاحت ثابت کیا۔ کہ اہلسنت والجماعت کے موجودہ عقائد کی رو سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت مسیح ناصری پر اس دنیا میں مصیبت کا وقت آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو باوجودیکہ آپ کو دشمنوں کی طرف سے وہ ایذائیں پہنچیں۔ کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ نے آسمان پر نہ اٹھایا۔ پھر وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کئی مردے زندہ کئے۔ لیکن حدیث میں آتا ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بعض لوگ ایک مردہ کو لے کر آئے اور کہا یا رسول اللہ اس کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے زندہ کر دے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اپنے اس بھائی کے لئے خدا سے مغفرت مانگو اور جاؤ اسے دفن کر دو۔ پھر وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام نے پرندے پیدا کئے۔ لیکن حضور علیہ السلام کی نسبت تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ نے کچھ پیدا نہیں کیا۔ اسی طرح مسیح علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا بھی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضیلت کے منافی ہے۔ کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کا فیضان نعوذ باللہ اس درجہ کمزور ہے کہ آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی مسیحؑ جیسا مرتبہ نہیں پا سکتا۔ اور نہ وہ کام کر سکتا ہے۔ جو مسیحؑ نے آکر کرنا ہے۔ ورنہ پھر ان کو ۲ ہزار برس سے زندہ رکھنے کے کیا معنی ہیں؟

غیر احمدی مناظر نے جواباً اپنی تقریروں میں کہا۔ کہ حضرت مسیح کے آسمان پر جانے سے ان کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی ایسی مثال ہے کہ اگر میرے دو لڑکے ہوں ایک ان میں سے دشمنوں میں گھر جائے۔ تو وہ دائیں بھی لڑے اور بائیں بھی۔ اور ہر طرف سے حملہ کو روکے۔ لیکن دوسرا دشمنوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور میں اس کی کمزوری کو محسوس کر کے اس کو اپنی گود میں اٹھا لوں۔ تو اس سے کس کی فضیلت ثابت ہو گی۔ پس حضرت مسیح کے آسمان پر جانے سے ان کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ مردہ زندہ کرنے کے بارہ میں کہا۔ یہ ٹھیک ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ لیکن اس سے بڑھ کر یہ ہوا کہ پتھر کا ستون رو دیا۔ اور یہ معجزہ مردہ زندہ کرنے سے بھی زیادہ بڑا ہے۔ خلق طیور کے بارہ میں بھی آپ نے تسلیم کیا۔ کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوئی چیز خلق نہیں کی۔ اور یہ کہہ کر اعتراض کو ٹالنے کی کوشش کی۔ کہ ضروری نہیں سب معجزات جو حضرت مسیح سے ظہور میں آئے۔ وہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی ظہور میں آئے ہوں ؞

فاضل شمس صاحب نے جواب الجواب میں فرمایا کہ لڑکوں کی مثال ناقص ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی یعنی ہم اور ہمارے رسول غالب رہیں گے۔ پس جب خدائی فیصلہ یہی ہے تو چاہیئے تھا کہ اللہ تعالےٰ حضرت مسیح کو کامیابی دے کر اپنے اور اپنے رسول کے غالب ہونے کا ثبوت دیتا۔ آسمان پر لے جانے کے یہ معنی ہوئے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ بھی یہودیوں سے ڈر گیا تھا۔ اور چونکہ مسیح کو ان پر غلبہ نہیں دے سکتا تھا۔ اس لئے انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔ ستون والا واقعہ بھی مردہ زندہ کرنے سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ پھر جبکہ حدیث کے الفاظ صاف ہیں۔ کہ مردہ حضور کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو حضور نے فرمایا اسے دفن کر دو۔ مگر دوسری طرف کہا جاتا ہے جب حضرت مسیح کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا۔ تو انہوں نے کئی مردے زندہ کر دیئے اب بتاؤ کس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ؞

فاضل مناظر نے اس کے ساتھ ہی مردہ زندہ کرنے اور پرندے پیدا کرنے کی اصل حقیقت کو بھی واضح کیا۔ اور بتلایا کہ جس رنگ میں احمدی جماعت اس کی تفسیر کرتی ہے۔ اس سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ مناظرہ نہایت ہی کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ اور سمجھدار پبلک پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ مناظرہ کی کامیابی کا بین ثبوت یہ ہے۔ کہ مناظرہ کے اختتام پر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کو جو مناظرہ میں موجود تھے۔ اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور دوسرے دن عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی تقریر میں کہا کہ ان لوگوں کے ساتھ ہرگز مناظرے نہ کئے جائیں ؞

خاکسار عبد الحمید سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نئی دہلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

205

موجودہ پُرفتن ایّام کے متعلق خواب

بعض احباب نے حال میں حالات موجودہ سے تعلق رکھنے والے اپنے جو خواب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھے ہیں وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

(۳۷)

عاجزہ نے ۲۱ فروری خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے کہیں سفر اختیار فرمایا ہے یہ معلوم نہیں کہ کونسی جگہ ہے۔ مکرمہ حضرت والدہ ناصر احمد صاحب معہ بال بچوں کے ہمراہ ہیں۔ جب حضور وہاں پہنچے۔ تو بہت سی احمدی جماعت استقبال کے لئے جمع ہوئی۔ بعدہ حضور ایک کمرہ میں جو بہت وسیع اور اس کی چھت بہت بلند ہے تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضور کے پاس کوئی نہیں۔ میں یہ ارادہ کرکے دروازے کے پاس کھڑی ہوگئی۔ کہ جب تک کوئی آدمی نہ آئے میں یہیں کھڑی رہوں گی۔ اتنے میں حضرت اقدس کی سالی محترمہ عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ آئیں۔ تو ان کو وہاں چھوڑ کر خود اسی کمرہ کے دوسری جانب جس طرف برآمدہ ہے اگنائی وغیرہ نہیں کھلا میدان ہے برآمدے کے پائے کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔ اور دل میں یہی خیال ہے۔ کہ اگر کوئی شخص آئے گا۔ تو پتہ لگ جائے گا۔ اتنے میں بہت شور سا سنائی دینے لگا اور کچھ آدمی آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک شخص دوڑا ہوا آیا اور اس برآمدہ میں آکر روشندانوں سے جھانکنے لگا۔ اس کا قد اتنا لمبا ہے کہ نیچے کھڑا ہو کر روشندانوں میں سے دیکھ رہا ہے۔ میں بہت گھبرائی کہ وہ کوئی شرارت نہ کرے۔ اتنے میں وہ شخص چلا گیا۔ جیسے اسے کچھ دکھائی نہیں دیا۔ اس کے بعد ایک اور شخص بھاگا ہوا آیا اور اس کا قد بھی اسی قدر لمبا ہے جتنا پہلے شخص کا اور وہ بھی بطریق سابق جھانکنے لگا۔ آخر اس نے ایک دروازہ پر ہاتھ مارا تو دروازہ کھل گیا۔ اور وہ شخص اندر چلا گیا۔ میں سخت کرب کی حالت میں کھڑی کانپ رہی ہوں۔ آخر سنبھل کر میں نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور خدا تعالےٰ کے آگے آہ و بکا کی کہ اے ہمارے خدا ہمارے پاس تو سوائے تیری ذات کو پکارنے کے اور کوئی ہتھیار نہیں تجھ پر تو یہ کوئی مشکل نہیں۔ کہ تو اس شخص کو جو دشمنی کی حالت میں اندر چلا گیا ہے۔ دوستی سے بدل کر ہدایت کا راستہ دکھا دے۔ اتنے میں حضور پُر نور باہر تشریف لاتے ہیں۔ اور وہ شخص بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ اور حضور کے قدموں میں گر کر نہایت لجاجت کے ساتھ معافی مانگنے لگا۔ حضور نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اٹھا کر مصافحہ کا شرف بخشا۔ اس واقعہ کو اور اس قادر کریم کے کرشمۂ قدرت کو دیکھ کر میرے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ اور میری آنکھ کھل گئی :۔ عظمت خاتون بنت مرزا کرم داد خانصاحب قادیان

(۳۸)

میں نے خواب دیکھا کہ ایک بہت وسیع میدان ہے اور وہ میدان کھیتوں کا ہے۔ جن میں قلبہ رانی کی ہوئی نظر آتی ہے۔ غالباً وقت مابین عصر و شام کا ہے۔ حضور اس میدان میں مشرق کی جانب مونہہ کرکے نیچی زمین پر تشریف فرما ہیں۔ میدان کے کنارے نظر نہیں آتے۔ اور اگر کناروں کو بنظر عمیق دیکھا جائے تو دھند چھائی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس میدان میں میں نے دیکھا کہ مخالفین کے ایک لیڈر کے ساتھ جس کو میں شناخت نہیں کرسکتا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کیا۔ اور حضرت اقدس جیت گئے۔ پھر گھوڑا واپس حضور کے پاس آکر کھڑا کیا۔ اور خود اتر کر غائب ہوگئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا گھوڑا بالکل سفید رنگ کا ہے۔ اور ایسا عالی شان مضبوط اور بلند قد ہے۔ کہ اکثر غیر احمدی اس کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ ساتھ ہی اس مخالف لیڈر کا گھوڑا بھی بغیر سوار کے اس جگہ آکر کھڑا ہوگیا۔ اس کا رنگ سرخ تھا۔ اور حضرت صاحب کے سفید گھوڑے کے بالمقابل بہت پست قد نظر آتا تھا۔ اس کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ لمحہ بہ لمحہ اسی مقام پر حضور کے پاس احمدیوں کے گھوڑے پہنچتے ہیں۔ اور ہر ایک گھوڑے کی پچھلی ٹانگ پر ایک بند کیا ہوا کاغذ کا ٹکڑا بندھا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے کھولنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں ایک خاص اعتراض ہے۔ جس کا جواب اس گھوڑے والے احمدی نے دیکر اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے۔ لیکن ایسا کوئی پرزہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے گھوڑے کے ساتھ نظر نہیں آتا۔ اور وہی ایک گھوڑا ہے جس کے ساتھ ایسا پرزہ نہیں یکے بعد دیگرے گھوڑوں کا اس قدر ہجوم ہوگیا۔ کہ اس میدان میں کل گھوڑے ہی گھوڑے نظر آنے لگے لیکن یہ سب گھوڑے اس سفید گھوڑے کے سامنے بہت چھوٹے نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد بیدار ہوگیا :۔ خاکسار عبد السبوح اپیل نویس ایبٹ آباد

(۳۹)

ہمارے گاؤں کے نزدیک ایک نالہ بہتا ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اس میں نہانے کے لئے گیا ہوں۔ میں نے لنگوٹا کس کر اس میں چھلانگ لگا دی۔ اور باقی کپڑے باہر کنارے پر رکھے۔ جونہی کہ میں نے چھلانگ لگائی۔ باہر سے ایک شخص جس کا نام اقبال تھا پکارا کہ وہ بھی دن تھے جب کوئی انسان یہاں چھلانگ لگانے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ میں نے جواب دیا۔ کہ "جرأت کیوں نہیں کرتا تھا۔ دیکھو احمدیوں نے ہی تو اس سانپ کو مارا"۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضور کنارے پر کھڑے ہیں اور حضور کے ساتھ چند احمدی احباب ہیں۔ اس کے معاً بعد نظارہ بدل گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ اقبال نامی شخص وہیں کنارے پر ہے۔ میں پانی میں تیر کر اگلے کنارے کی طرف جا رہا ہوں۔ چند احراری اور چند ایک گورنمنٹ کے آدمی بھی وہیں پانی میں تیر رہے ہیں۔ ان میں کئی ایک احمدی بھی ہیں۔ جن کے ایک طرف حضور بھی ہیں۔ یہ سب تیرنے والے ظاہراً تو تیر رہے تھے۔ لیکن ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ پانی کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور باقاعدہ اپنے اپنے کپڑوں میں ملبوس ہیں حضور بڑی تحدی سے فرما رہے ہیں کہ "کیا کسی احراری نے ہمت کی۔ کیا کسی گورنمنٹ کے آدمی کو جرأت ہوئی۔ کہ اس سانپ کو مارے۔ کیا کسی نے اس بوڑھے کمزور کی مدد کی۔ جس پر سانپ نے حملہ کیا تھا۔ وہ بیچارہ تیر تیر کر تھک گیا تھا۔ اور مردے کی طرح پانی میں بہ رہا تھا۔ قریب تھا کہ سانپ اس کی کمر پر ڈس لے لیکن تمہیں ذرا بھی رحم نہ آیا۔ آخر ہم نے اسے مارا اور بوڑھے کو بچایا۔ اس طرح احمدیت کی فتح ہوئی۔ جب سانپ آیا تو میرے حکم سے اس پر احمدیوں کا مصلے پر مصلا برسنا شروع ہوا۔" حضور نے اپنے الفاظ ختم کئے۔ تو ایک کنارے سے پانی میں سے ایک بہت بڑا۔ موٹا اور لمبا سانپ نمودار ہوا۔ اور میری طرف کودا سب احراری اور گورنمنٹ کے آدمی جو وہاں موجود تھے ہراساں ہوگئے۔ میں بھی دل میں ڈر رہا تھا۔ کہ کیا کیا جائے۔ حضور نے جھٹ حکم دیا۔ کہ مارو یہ کہنا تھا کہ سب احمدیوں نے مصلے جو انہوں نے لپیٹ کر اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے زور زور سے اس سانپ پر مارنے شروع کر دیئے اور آن کی آن میں وہ اژدہا مارا گیا۔ حضور اور ہم سب احمدی الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ کہتے ہوئے کنارے پر آگئے۔ احراریوں کا پتہ نہیں کہ پھر کدھر گئے۔ حضور الحمد للہ کہنے کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی دعا مانگتے جاتے تھے۔ اور فرما رہے تھے۔ کہ "ہمیں یہ سعادت انہیں کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے۔" اس کے بعد کنارے پر بیٹھ کر حضور شکریہ کا رقعہ لکھنے لگے۔ سب احمدی آپ کے اردگرد کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ اور ہر ایک ازحد خوش نظر آتا تھا۔ کاغذ اور قلم حضور کے دست مبارک میں تھا۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر کیا تھا۔ کہ میری آنکھ کھل گئی :۔

خاکسار عزیز احمد سیالکوٹی حال قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴۰)

دیکھا کہ صبح کے وقت میں لاہور کے سٹیشن پر بجانب مسافر خانہ پشاور کھڑا ہوں۔ وہاں بہت عظیم الشان فرش سنگ مرمر کا لگا ہوا ہے۔ اس پر ایک جنگلہ خانہ دار اعلےٰ لکڑی کا بنا ہوا رکھا ہے جس کے ارد گرد قناتوں کی چار دیواری بنی ہوئی ہے۔ ان خانوں میں آب زلال بہ رہا ہے۔ فرش کی ایک جانب سنگ مرمر کا ممبر پڑا ہوا ہے۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سٹیشن کی طرف سے آکر بیٹھ گئے ہیں۔ آتے وقت آپ کے دائیں دست مبارک کی انگلی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پکڑی ہوئی ہے۔ اور بائیں ہاتھ کی انگلی کے ساتھ میاں بشیر احمد صاحب اور میاں شریف احمد صاحب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں بازو پر بہت عمدہ چھڑی لٹک رہی ہے۔ اور بغل میں قرآن مجید ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ہی قادیان والی جماعت داخل ہو گئی ہے۔ جو کہ بہت عمدہ لباس میں تھی۔ قناتوں کے باہر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مستری دین محمد صاحب دوڑ رہے ہیں۔ تاکہ دروازہ سے اندر داخل ہو کر آپ کا کلام مبارک سن لیں۔ ان کو دروازہ نہیں ملتا۔ آخر کار باہر سے ایڑیاں اٹھا کر جھانک رہے ہیں۔ لیکن نظر کچھ نہیں آتا۔ باقی اصحاب مثلاً مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب وغیرہما باہر سے قناتوں کے ساتھ کان لگا کر باتیں سن رہے ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا:

(۴۱)

پھر دیکھا کہ میں لاہور شاہی مسجد اور شاہی قلعہ کے درمیان باغ میں کھڑا ہوں۔ شاہی قلعہ کا دروازہ جو ہمیشہ بند رہتا ہے کھل گیا۔ جس کے متعلق مشہور ہے۔ کہ مسلمان بادشاہ کے وقت یہ دروازہ کھولا جائے گا۔ چنانچہ حضور اس دروازہ سے نکل کر بجانب مسجد شاہی جمعہ کے لئے آ رہے ہیں۔ حضور نے سفید شلوار اور کوٹ سیاہ رنگ کا مگر بہت اعلےٰ کپڑے کا پہنا ہوا ہے۔ اور سر پر سفید پگڑی ہے۔ جاتے وقت آپ جماعت سے (جو کہ بہت عمدہ لباس پہنے ہوئی ہے) کلام کرتے جاتے ہیں۔ میں بھی اس وقت آپ کے ایک طرف جلدی جلدی جمعہ کے لئے مسجد کی طرف جا رہا تھا۔ کہ بندہ بیدار ہو گیا۔ خاکسار (بابا) کریم بخش ٹھیکیدار۔ ویرووال

(۴۲)

خاکسار نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے محلہ لدھیانہ کی عورتیں چیخ و پکار کر رہی ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی گھوڑے پر سوار ہو کر جلوس کی صورت میں آرہا تھا۔ کہ یکایک گھوڑے سے گر پڑا اور اسی گھوڑے کے نیچے آکر بری طرح کچلا گیا۔ اتنے میں آنکھ کھلی۔ تو نماز تہجد کا وقت تھا۔ خاکسار غلام حسین لدھیانوی اڈیٹر دہلی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ خواب بہت مبارک ہے:

(۴۳)

میں ایک سرسبز پہاڑ پر ڈھلوان کی طرف رخ کئے کھڑا ہوں۔ میرے سامنے انگریزی فوج کے توپ خانہ کے سپاہی وردی پہنے توپ کے ساتھ پریڈ کر رہے ہیں۔ میرے سامنے کچھ فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ وادی کے پار ایک سفید مکان ہے۔ اور میرے پیچھے پہاڑ کی اونچائی پر ایک زمین دوز مکان ہے۔ جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ہے۔ وہ مکان باہر سے صرف پہاڑ ہی نظر آتا ہے۔ مگر اندر وسیع عمارت کئی ہزار آدمیوں کے لئے ہے۔ اس تمام علاقہ اور وادی اور اس عمارت اور اس پہاڑ کے مالک اور حاکم اعلےٰ جس کے ماتحت وہ توپ خانہ کی فوج ہے۔ حضرت امیر المومنین ہیں۔ وہ سفید مکان جو وادی کے پار نظر آتا ہے۔ دشمن کا ہے۔ لیکن وہاں سوائے اس کے کہ دو خچریں کسی گاڑی کے آگے جتی ہوئی ہیں۔ اور مجھے صرف ان خچروں کے سر نظر آتے ہیں۔ ان کے پیچھے گاڑی یا توپ کچھ نظر نہیں آتا۔ البتہ مشہور ہے۔ کہ دشمن کی ایک بہت بڑی توپ اس مکان کے پاس ہے۔ اور وہ ایسی توپ ہے کہ نہ اس کو دشمن اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتا ہو اور نہ جلدی سے اس کا نشانہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بھدی اور بوجھل ہے۔ میرے سامنے جو فوج وردی پہن کر پریڈ کر رہی تھی۔ اس کو حضرت امیر المومنین نے حکم دیا۔ کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو زمین دوز مکان کے پیچھے اور بڑی اعلےٰ فائر کرنے کی جگہ ہے۔ وہاں توپ فٹ کر دے۔ اور دشمن کے سفید مکان کی طرف گولہ باری شروع کر دو۔ یہ حکم سنتے ہی میرے سامنے والی فوج اپنی توپ کو خچروں پر لاد کر حضور کی بتائی ہوئی جگہ پر چلی گئی اس کے بعد میں اس زمین دوز مکان کی طرف لوٹا اور دروازے میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مکان دراصل ایک عظیم الشان قلعہ تھا۔ اور اس کا دروازہ بہت بڑا اور لوہے کا بنا ہوا نہایت مضبوط ہے۔ میرا اس دروازے میں داخل ہونا ہی تھا۔ کہ اندر سے اس کو بند کر لیا گیا۔ اور میرے دل میں خیال ہوا۔ کہ اب ہم اس قلعہ میں محفوظ ہو گئے ہیں۔ دشمن پر گولہ باری ہو گی اور لڑائی ہو گی۔ اندر سے مکان بہت وسیع ہے اور بڑے بڑے ستون ہیں۔ میں اپنے رہنے کے لئے جگہ تلاش کرتا ہوں۔ میرا بستر جو میں نے ایک دری میں لپیٹا ہوا ہے۔ بغل میں ہے اور میرے ساتھ دو آدمی اور ہیں جو احمدی ہیں۔ لیکن کون کون ہے یہ معلوم نہیں۔ حضرت امیر المومنین اس مکان کے بالاخانہ پر ہیں۔ اور باقی تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی وہاں ہے۔ اور تمام احمدی نیچے ہیں: خاکسار حمید احمد میو برما

(۴۴)

دیکھا کہ میں ایک گاؤں جا رہا ہوں۔ اتنے میں سڑک پر سے چار فوجی گورے اور ایک ہندوستانی آدمی میری طرف آئے۔ وہ ہندوستانی میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے یہی ہے۔ اس پر وہ گورے مجھ کو پکڑنے کے لئے میری طرف دوڑے میں بھی بھاگنا شروع کر دیتا ہوں۔ اور دل میں خیال آتا ہے۔ کہ یہ مجھ کو احمدیت کی وجہ سے پکڑتے ہیں۔ وہ بہت کوشش کرتے ہیں کہ مجھ کو پکڑیں۔ مگر میں ان کے ہاتھ نہیں آتا۔ اور اس گاؤں میں گھس جاتا ہوں۔ وہاں ایک مکان میں جو داخل ہوتا ہوں۔ تو ایک اونچے تخت پر مولانا نیر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ بارش زور کی ہو رہی ہے اور مولانا مجھ کو فرماتے ہیں۔ کہ تم قصر خلافت میں نہیں گئے۔ میں عرض کرتا ہوں ابھی جاتا ہوں اور پھر ان کو گوروں کے پکڑنے اور اپنے بھاگنے کا حال سناتا ہوں۔ اتنے میں میں مولانا نیر صاحب کی جگہ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ایک چچا محمد بخش صاحب گرداور بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور وہاں اور آدمی بھی ہیں۔ ان آدمیوں میں سے کوئی کہتا ہے کہ دیکھو بارش زور کی ہو رہی ہے۔ مگر پرنالہ کوئی بھی جاری نہیں۔ اس پر میرے چچا صاحب یا کوئی اور آدمی کہتے ہیں۔ کہ سب پرنالے بند ہیں۔ مگر ایک مرزے کا پرنالہ چل رہا ہے۔ یہ یاد نہیں۔ کہ کہنے والے نے لفظ مرزا کے ساتھ صاحب بھی بولا یا نہیں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی:
خاکسار بدر سلطان قادیان

(۴۵)

جابجا اخبار الفضل میں احراریوں کے فتنہ کے متعلق مضامین پڑھ کر سخت تکلیف محسوس کر رہی تھی۔ کہ خواب میں دیکھا گھر کی سب عورتیں با جماعت نماز ظہر ادا کرنے کے لئے دالان میں جمع ہیں۔ اور میں بھی ظہر کی سنتیں پڑھنے کے لئے جائے نماز پر کھڑی ہوں۔ رکعت باندھنے کو تھی کہ یکایک مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ میرے سامنے ایک موٹا شخص جو شکل و شباہت میں کشمیری طرز کا تھا سفید لباس میں کھڑا ہوا ہے۔ اور وہ احراری ہے۔ اس کے ساتھ ایک سیاہ رنگ کا کتا ہے۔ اس کتے نے کھڑے ہو کر اپنے دونوں اگلے پنجے اس شخص کے کندھوں پر رکھ دیئے۔ اور اپنا مونہہ احراری کے مونہہ کے بالمقابل کر دیا۔ کہ اتنے میں یہ نظارہ میری نظروں سے غائب ہو گیا:

اہلیہ سید بشارت احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس خواب کا احسن حصہ پورا کرے:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشرقی بنگال میں تبلیغ احمدیت

مخالفین کا مباحثہ سے فرار

۹ فروری کو بمقام تارودا احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مناظرہ قرار پایا۔ میں ۷ فروری کلکتہ سے روانہ ہو کر آٹھ کو تارودا پہنچ گیا۔ اگلے روز ہم عین وقت پر مناظرہ گاہ میں پہنچ گئے۔ مگر غیر احمدی مولوی کافی دیر کے بعد ایک ایک دو دو کر کے آنا شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ ان کے سٹیج پر دو درجن کے قریب ہندوستانی اور بنگالی مولوی براجمان نظر آنے لگے اندازاً سامعین کی تعداد سات سے دس ہزار تک سمجھی جاتی ہے اتنی بڑی تعداد کے درمیان احمدی احباب زیادہ سے زیادہ دو صد ہونگے۔ ایک تو غیر احمدی مولوی اور ان کے خداوندان نعمت بہت دیر کر کے پہنچے دوسرے آتے ہی شرائط طے شدہ میں ترمیم پر زور دینے لگے۔ مگر جب ان سے ترمیم کے لئے معقول وجوہات کا مطالبہ کیا گیا۔ تو معقول چھوڑ کوئی غیر معقول وجہ بھی پیش نہ کر سکے۔ اس پر میں نے ایک غیر احمدی وکیل عبد الرؤف صاحب سے دریافت کیا کہ آپ جو ترمیم پر زور دے رہے ہیں کیا طے شدہ شرائط کے مطابق آپ مناظرہ نہیں کر سکتے۔ اس کے جواب میں انہوں نے اقرار کیا۔ کہ ہم ان شرائط کے مطابق مناظرہ نہیں کر سکتے۔ لیکن جب ان سے اس امر کی تحریر طلب کی گئی تو صاف انکار کر دیا۔ آخر جب ہم نے دیکھا کہ یہ لوگ کوئی بہانہ بنا کر مناظرہ سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ تو تمام پبلک پر یہ امر واضح کر کے کہ غیر احمدی اپنی مقبولہ شرائط سے انحراف کر رہے ہیں۔ ہم نے محض اس لئے ترمیم منظور کر لی تا کسی طرح مناظرہ ہو جائے۔ چونکہ اس رد و کد میں نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ اس لئے فریقین فریضہ صلوٰۃ کی ادائیگی کے لئے میدان مناظرہ سے باہر چلے گئے۔ لیکن جب ہم نماز پڑھ کر واپس آئے۔ اور میں نے بحیثیت مدعی تقریر کرنا چاہی۔ تو غیر احمدیوں نے ایک اور ترمیم پیش کر دی۔ جسے کسی صورت میں منظور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ غیر احمدی ذمہ دار ارکان نے اس موقعہ کو غنیمت جان کر اعلان کر دیا۔ کہ وہ مناظرہ نہیں کرانا چاہتے۔ اس پر فریقین مناظرہ گاہ سے چلے گئے

کامیاب تقریریں

قریب ہی احمدیہ مسجد تھی۔ ہم نے وہاں جلسہ کا انتظام کر کے تقریریں شروع کر دیں۔ جس پر لوگ بکثرت آئے اور باوجود عام طور پر اردو نہ سمجھ سکنے کے میری تقریر سنتے رہے۔ ان کے لئے میرا قادیان سے آنا اور امام مہدی علیہ السلام کا غلام ہونا بے حد جاذب توجہ تھا۔ میری تقریر کا ترجمہ مولوی غلام حمدانی صاحب پلیڈر، اور مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ باری باری کرتے رہے۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے خود بھی تقریر کی عام لوگوں پر ان تمام حالات کا اثر احمدیت کی تائید اور غیر احمدیوں کے خلاف ظاہر ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۲ اکس بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ ایک ہفتہ تک میں تارودا ٹھیر کر برہمن بڑیہ واپس چلا آیا۔

ایک جلسہ

۱۶ فروری کو برہمن بڑیہ کے قریب ایک موضع گنگھورو میں جلسہ ہوا۔ جس میں میں نے صداقت احمدیت پر تقریر کی۔ اور مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے ترجمہ فرما دیا۔ باوجود بعض غیر احمدی مولویوں اور ان کے چیلوں کی فتنہ اندازی کے جلسہ کامیابی کے ساتھ ختم ہوا اور فتنہ پردازوں کی ساری سکیمیں فیل ہو گئیں

عربی میں چودہ گھنٹے مناظرہ

۱۸ تاریخ ایک احمدی دوست نے اپنے ہاں دعوت دی اور بتایا کہ مستورات وعظ سننا چاہتی ہیں۔ میں نے تقریر شروع کی اور مولوی ظل الرحمٰن صاحب ترجمان ہوئے۔ اچانک غیر احمدی مولوی یکے بعد دیگرے کمرے میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ تیس پینتیس کے قریب مولوی اور ایک بڑی تعداد غیر احمدیوں کی جمع ہو گئی۔ اور یہ سب کچھ ہمارے احمدی بھائی کے دوسرے غیر احمدی بھائیوں کی شہ پر ہوا آخر مولویوں نے شور مچانا شروع کیا اور غیر احمدیوں نے ہماری تقریر روک دی۔ اور چاہا کہ سوال و جواب ہو۔ اگرچہ اس وقت ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔ تاہم ہم نے متوکل علی اللہ انہیں اپنی تمام ترکش خالی کرنے کی اجازت دیدی برہمن بڑیہ کے عربی مدرسہ کا صدر المدرسین مولوی تاج الاسلام جسے اپنی علمیت کا بڑا غرہ ہے۔ سامنے آیا اور بنگالی میں گفتگو کرنا چاہی۔ میں نے کہا آپ اردو میں بات کریں کیونکہ میں بنگالی نہیں جانتا۔ وہ کہنے لگا۔ آپ عربی سمجھتے ہیں۔ میں نے جواب دیا خدا کے فضل سے عربی جانتا ہوں۔ اس پر اس نے کہا مناظرہ عربی میں ہوگا میں نے فوراً منظور کر لیا

غیر احمدی مولوی عربی بولنے سے عاجز آ کر اردو بولنے لگا۔ میں نے عربی میں اسے روک دیا۔ اس پر وہ کہنے لگا لوگ عربی سمجھیں گے نہیں۔ میں نے کہا جب آپ نے عربی میں مناظرہ کا چیلنج دیا تھا اس وقت لوگ عربی سمجھتے تھے۔ الغرض اس کی عجیب کیفیت تھی۔ آخر غیر احمدی پریذیڈنٹ نے اعلان کر دیا۔ کہ ہم حقیقت کو پا گئے ہیں۔ مولوی تاج الاسلام کا خیال تھا کہ احمدی مولوی عربی نہیں جانتا۔ مگر اب انہیں یقین ہو گیا ہے کہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے۔ اس پر غیر احمدی مولوی ٹوٹی پھوٹی عربی کے چند فقرات بول کر بیٹھ گیا جس کا جواب خاکسار نے بزبان عربی ایک مفصل تقریر میں دیا اور اس کے بعد مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے بنگالی زبان میں ترجمہ کیا۔ آخر یہ سلسلہ رات کے نو بجے سے لے کر اگلے دن کے گیارہ بجے دن یعنی چودہ گھنٹے تک عربی زبان میں جاری رہا۔ جس میں اکثر وقت ہمیں بولنا پڑا۔ کیونکہ غیر احمدی مولوی تو چند جملے کہہ کر بیٹھ جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا اثر خاص و عام پر بہت اچھا ہوا۔

اگلے روز پھر مناظرہ ہوا۔ جس میں غیر احمدی مولوی نے کہا۔ میں اعتراض کرتا ہوں۔ احمدی مولوی اس کا جواب دے چنانچہ اس نے سوال کیا اور خاکسار نے اس کے متعدد جواب دئے۔ غیر احمدی مولوی کہنے لگا کوئی جواب نہیں آیا۔ مگر صدر صاحب نے انصاف سے کام لیتے ہوئے کہا۔ جواب تو آگیا ہے۔ آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو اور بات ہے۔ القصہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مناظرہ بھی نہایت کامیاب رہا۔ غیر احمدیوں کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے

کلکتہ میں تقسیم اشتہارات

۲۲ لغایت ۲۴ فروری انجمن اہل حدیث کلکتہ کی کانفرنس ہوئی۔ ہم نے قریباً دس ہزار اشتہار مختلف مضامین پر مشتمل شائع کئے۔ ہمارے تبلیغی اشتہارات کو دیکھ کر انہوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ چونکہ مضمون آخری فیصلہ تھا۔ اس لئے ہم نے فوراً چیلنج منظور کر لیا۔ نیز مختصراً آخری فیصلہ کے متعلق اصل واقعات بھی شائع کر دئے اور تصفیہ شرائط کے لئے دعوت دی اور اتمام حجت کی غرض سے ہماری طرف سے مولوی احمد خان صاحب اور جنرل سکرٹری صاحب و چند دیگر احمدی احباب ان کے مکان پر تصفیہ شرائط کے لئے پہونچ گئے مولوی ثناء اللہ صاحب بھی وہیں تھے۔ مگر انہوں نے شرائط میں کوئی دخل نہ دیا۔ کئی گھنٹہ تک بحث مباحثہ ہوتا رہا مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور باوجود کوشش کے مناظرہ نہ ہو سکا۔ حالات امید افزا ہیں۔

خاکسار۔ محمد سلیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حافظ آباد میں یکطرفہ بددعا کی گئی مباہلہ نہیں ہوا

حافظ آباد میں ایک دوکاندار قاضی محمد عالم غیر احمدی اور چوہدری کرم الہی صاحب احمدی کے درمیان مباہلہ قرار پایا تھا۔ اور فریقین نے قبل تاریخ مباہلہ یہ بھی آپس میں طے کر لیا تھا۔ کہ اپنے ساتھ دس دس آدمی مباہلہ کیلئے پیش کرینگے۔ اور ایک ایک گھنٹہ پہلے تقریریں کی جائیں گی۔ ہماری طرف سے دس مباہلین کے نام کی فہرست بھیجدی گئی تھی۔ مگر جب فریق ثانی سے مطالبہ کیا گیا۔ تو اس نے یہ لکھدیا۔ کہ اگر چودھری محمد اکبر مباہلہ میں شامل ہوں۔ تو میں بھی دس آدمی اپنے ساتھ لے آؤنگا۔ جب قاضی محمد عالم صاحب کو یہ لکھا گیا۔ کہ چوہدری محمد اکبر صاحب مباہلہ میں شامل ہونگے۔ آپ اپنے دس آدمیوں کے اسماء تحریر فرمادیں۔ تو انکی طرف سے جواب آیا۔ کہ اگر وہ شامل ہوتے ہیں۔ تو میں بھی ایک شخص انکے مقابل پر کھڑا کر دونگا۔ جب وقت مباہلہ یعنی ۱۳ مارچ کو ۴ بجے شام جماعت احمدیہ میدان مباہلہ میں پہنچ گئی اور چودھری کرم الہی صاحب نے دس احمدی کھڑے کر دیئے۔ اور فریق ثانی سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی اپنے دس آدمی پیش کرے۔ تو اس نے حیلہ وحجت کر کے اسے ٹالنا چاہا۔ اور بھی بہت سے لوگ شور ڈالنے لگے۔ ہماری طرف سے جواب دیا گیا۔ کہ ہم یہ مباہلہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ کی اقتدا میں کر رہے ہیں۔ اور قرآن مجید اور سنت رسول اللہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مباہلہ کیلئے ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے تا اثر وسیع ہو۔ جسے عام وخاص معلوم کر لیں۔ دوسرے مباہلہ سے پہلے اپنے معتقدات کا دلائل کے ساتھ کماحقہ بیان کرنا ضروری ہے۔ یہانتک کہ ہم کہہ سکیں۔ کہ فریق ثانی پر ہم نے اتمام حجت کر دی۔ اب جو ہماری بات کا انکار کر رہا ہے۔ تو محض کذب اور تصنع سے ورنہ دل سے تو اس امر کا حق ہونا معلوم کر چکا ہے۔ لیکن فریق ثانی کو پہلے تو دس آدمی نہ ملنے تھے۔ پھر جب ادھر ادھر سے چند جمع کر لئے۔ اور ہماری طرف سے تقریر کیلئے کہا گیا۔ تو انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ تقریر کا ہونا ہم نہیں مان سکتے اسی جھگڑے میں قاضی محمد عالم نے اپنے پنجابی شعر پڑھنے شروع کر دیئے۔ جو جماعت احمدیہ پر افترآت کا مجموعہ تھے۔ ان میں بار بار یہ شعر آتا تھا۔

یارب اپنے فضل دکرم تھیں کرے ٹھیک نتارا
جھوٹے تائیں وچہ عذاباں دیکھ لوے جگ سارا

اور حاضرین اس پر آمین کہتے جاتے تھے۔ جب وہ شعر ختم کر چکا۔ تو ایک دو سیکنڈ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور اسکے ختم کرنے پر شور ڈالکر چلے گئے۔ ہم میدان میں رہے۔ اسنے اپنی نظم میں جو کذب بیانی اور افترا پردازی کی تھی۔ اسکے رد میں آدھ گھنٹہ کے قریب میں نے تقریر کی اور [illegible]

وصیتیں

نمبر ۴۲۸۸:۔ منکہ مستری خیرالدین ولد مستری محمد بخش عمر ۴۹ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۰۲ء ساکن قادر آباد ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۲؍۲؍۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ دو کنال ۴ مرلہ اراضی واقعہ محلہ دارالفضل قادیان جو کہ مبلغ چھ صد ساٹھ روپے سے خرید کی ہوئی ہے۔ انتقال میرے نام ہو چکا ہے۔ مبلغ ایک ہزار روپیہ کی اراضی رہن میرے قبضہ میں ہے۔ یہ بھی قادیان کے اندر کی زمین ہے یہ کل روپیہ یا زمین مملوکہ مقبوضہ ہے اسکی میں ۱؍۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میں پیشہ دار ہوں۔ نجاری کا کام کرتا ہوں۔ اس میں سے بھی جو ماہوار آمد ہوگی جس کا اس وقت میں اوسط اندازہ نہیں لگا سکتا۔ ۱؍۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کبوقت میری جسقدر جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱؍۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم وصیت کردہ جائداد سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:۔ مستری خیرالدین ولد محمد بخش قوم ترکھان سکنہ قادیان دارالامان۔ قادر آباد۔ گواہ شد:۔ جلال الدین ولد کالو سکنہ قادر آباد نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ فقیر محمد مستری سکنہ قادر آباد بقلم خود۔ گواہ شد:۔ مستری فخرالدین ولد مستری چراغدین قادر آباد۔ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ مہرالدین احمدی مہاجر ہزاروی حال مقیم نواں پنڈ قادر آباد بقلم خود۔

نمبر ۴۲۹۰:۔ منکہ ملک برکت علی ولد ملک وزیر بخش صاحب قوم راجپوت کھوکھر عمر تقریباً ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۸ء ساکن گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱؍۲؍۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے اراضی مملوکہ و مقبوضہ واقع موضع شادیوال تحصیل وضلع گجرات رقبہ تخمیناً ۱۶ بیگھے اور اراضی واقع موضع ٹبی گوریاں تحصیل وضلع گجرات ۲۱ بیگھہ اور اراضی واقعہ موضع عادووال تحصیل وضلع گجرات رقبہ تقریباً ۹ بیگھے کل رقبہ واقعہ مواضعات مذکورہ بالا قریب ایک مربعہ قیمتی تخمیناً چھ ہزار اور دو مربعہ اراضی نمبر ۵۴ و ۵۵ واقعہ چک ۳۵۴ قادر آباد جھنگ برانچ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور قیمتی تخمیناً بارہ ہزار اور دو مکانات پختہ واقعہ شہر گجرات قیمتی تخمیناً چھ ہزار روپیہ کل جائداد اندازاً قیمتی چوبیس ہزار روپیہ کی ہے لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱؍۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد:۔ برکت علی موصی دستخط انگریزی

گواہ شد:۔ ملک عبدالرحمن خادم بی۔ اے۔ پسر موصی۔ محلہ جٹاں گجرات پنجاب۔

گواہ شد:۔ محمد شریف ولد امام الدین قوم کھوکھر راجپوت کھاریاں ضلع گجرات سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گجرات

جرابوں کی ایجنسیاں

خوشنما اور مضبوط جرابیں حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل دوکانداروں کے نام نوٹ کر لیں:۔

نوشہرہ چھاؤنی:۔ مسٹر بشیر احمد۔ انجن شیڈ۔
راولپنڈی:۔ شیخ مولا بخش عنایت اللہ۔ راجہ بازار۔
جہلم:۔ شیخ قمرالدین۔ فضل حق۔ بازار کلاں
گجرات:۔ شیخ کرم دین فضل حسین۔ مسلم بازار۔
" شیخ الہی بخش۔ رحیم بخش۔ تاجران کتب۔
وزیرآباد۔ شیخ اللہ رکھا غلام حسین (۲) شیخ فضل کریم محمد رمضان
گوجرانوالہ:۔ میسرز کرشنا سٹورز۔
لاہور:۔ (۱) میسرز شاہ شجاع برادرز۔ انارکلی (۲) میسرز نظر محمد محمد اقبال۔ قلعہ گوجر سنگھ۔ (۳) میسرز رحمن برادرز اندرون دہلی دروازہ (۴) میسرز انڈین بزنس مین اینڈ کو۔ بھاٹی دروازہ (۵) میسرز ملک ہاؤس۔ **منٹگمری:۔** (۱) شیخ عزیز بخش اینڈ سنز پاکپٹن بازار (۲) میسرز زمیندار ہاؤس۔
لائلپور:۔ شیخ محمد یوسف تاجر۔
ملتان شہر:۔ میسرز نور بھائی قادر بھائی اینڈ سنز۔
بہاولپور۔ (۱) میسرز چھتہ رام کشن چند۔ (۲) میسرز پوکھر داس تیرتھ داس
دارجیلنگ:۔ میسرز محمد صدیق۔ محمد رفیق۔ چوک بازار
حیدرآباد دکن:۔ حافظ ملک محمد صاحب احمدیہ جوبلی ہال۔
بھاگلپور سٹی:۔ میسرز گرمجویٹ برادرز اینڈ کو۔
دیگر شہروں میں بھی انتظام کیا جا رہا ہے:۔

المشتہر

جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعدالت جناب لالہ گلاب خان صاحب بہادر افسر مال ضلع ہوشیارپور

گوڈوشل مال ۸۹ رگبیر سنگھ ولد حاکم سنگھ۔ لچھمن سنگھ ولد حاکم سنگھ مفقود الخبر عرصہ قریباً ۱۵ سال قابض جائداد رگبیر سنگھ برادر حقیقی خود۔ رائے صاحب سرجن سنگھ صوبیدار ارجن سنگھ پسران لابھ سنگھ۔ بلوں سنگھ ولد گوپال سنگھ۔ دریام سنگھ ولد ماہن سنگھ۔ بیر بہا سنگھ پسر ہنسے کاہند۔ کہر سنگھ ولد بالا سنگھ۔ ہرنام سنگھ رستان سنگھ پسران گودڑ سنگھ۔ مسمات پورو بیوہ دوفن سنگھ بخشیش سنگھ ولد شیام سنگھ۔ گنگا سنگھ ولد چیدہ دریام سنگھ ولد گمنا سنگھ۔ اندر سنگھ ولد ... سنگھ ... ارجن سنگھ پسران جیوا۔ تیجا سنگھ ولد رلا سنگھ ذات منھوں راجپوت ساکنان پنجوڑ د تھانہ ماہل پور پرگنہ گڑھ شنکر

مدعیان

بنام

گوردت سنگھ ولد فقیریا ذات سائیں ساکن پنجوڑہ تھانہ ماہل پور۔ دلیپا ولد عطرا۔ دولا ولد نامعلوم ذات چمار ساکنائے علاول پور تھانہ ماہل پور۔ شیر سنگھ ولد جمیل سنگھ دھوماں ولد پریم سنگھ۔ کندن سنگھ ولد دونی چند ذات منھوں راجپوت ساکنائے پنجوڑ تھانہ ماہل پور۔ کندن لعل ولد نگینا سنگھ ذات منھوں راجپوت ساکنائے پنجوڑ حال وارد اردلی صاحب سشن جج بہادر لدھیانہ۔ مسماۃ تابا بیوہ کالو ذات منھوں راجپوت ساکن پنجوڑ حال وارد لدھیانہ فیل گنج۔ حکم چند ولد ڈھیر ذات منھوں راجپوت ساکن پنجوڑ حال وارد ملازم پلٹن ۲/۱۷ کمپنی ۲ پنجاب رجمنٹ چھاؤنی سکندر آباد

مدعا علیہم

دعویٰ دلاپانے مبلغ یک صد روپیہ بابت قیمت ۱۱ عدد درختان آم و ایک عدد درخت جامن جو کہ مدعا علیہ ۱ نے موازی یک کنال اراضی کیوٹ ۲۰۰/۲ کھتونی ۲۸۳/۲ نمبر خسرہ ۹۳۷۵ مندرجہ جمعبندی ۱۹۲۳/۱۹۲۴ واقعہ رقبہ پنجوڑ پرگنہ گڑھ شنکر نزد مدعا علیہم ۲ و ۳ بیع فروخت کردیے ہیں مقدمہ مندرجہ بالا عنوان میں مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور بتاریخ ۲/۵ سنہ ۳۵ کو مقام ہوشیارپور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہونگے۔ تو انکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔ آج بتاریخ ۱/۳ سنہ ۳۵ کو بہ دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا مورخہ ۱/۳/۳۵

امیر المومنین کا ارشاد

بحوالہ الفضل مورخہ ۲۹ نومبر ۳۴ء حضور فرماتے ہیں ڈاکٹر اس بات کا عہد کرلیں۔ کہ وہ اپنا سارا زور لگائیں گے روپوں کا کام پیسوں میں ہو۔۔۔ جماعت کے لوگ یہ کوشش کریں۔ کہ اپنے طبیبوں سے ہی علاج کرائینگے"۔ الفضل ۲۱ فروری ۳۳ء "ہومیوپیتھک طریق علاج کی دریافت نے طبی دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کردیا۔۔۔ اس طریق علاج سے بہت سے امراض جو لاعلاج سمجھے جاتے تھے۔ قابل علاج ثابت ہوگئے اور طبی علوم میں بہت ترقی ہوئی"۔ ہومیوپیتھک علاج میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں ان میں قوت شفا بہ نسبت دوسرے طریقہ علاج کے زیادہ ہے۔ قلیل دوا زیادہ فائدہ۔ روپوں کا کام پیسوں اور سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات۔ ہزاروں بار تجربہ شدہ۔ زود اثر بغیر ری ایکشن بیماری جڑ سے کاٹنے والی۔ کڑوی کسیلی دواؤں اور انجکشن کے برے اثرات کی تکلیف سے نجات دینے والی۔ دنیا میں مقبول مایوس العلاج بفضل خدا صحتیاب ہوتے ہیں۔ علاج اور پیٹنٹ ادویہ کے بجائے ہومیوپیتھک علاج کیجئے۔

ایم۔ ایچ۔ احمدی ہومیوپیتھ ہتور گڑھ میواڑ

تریاق معدہ و جگر

بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کیلئے لاثانی دوا ہے ضعف جگر۔ بعس۔ کمی خون۔ دل دھڑکن جلن۔ ہاتھ و پاؤں۔ یرقان۔ عظم الاطحال (تاپ تلی)۔ جلن سینہ ضعف معدہ۔ ضعف عام کیلئے اکسیر کا مرکب ہے۔ ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہوجاتے ہیں۔ دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی لاغری دور ہو کر بدن چست و چالاک سرخ مثل انار ہوجاتا ہے۔ تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہوں وہ بھی استعمال کرکے کافی خون پیدا کرسکتے ہیں۔ مندرجہ بالا عوارضات سردیوں میں چنداں تکلیف دہ نہیں ہوتے۔ لیکن گرمیوں میں مریض کیلئے وبال جان ہو جاتے ہیں۔ تریاق معدہ و جگر ہر موسم میں (خواہ گرمی ہو یا سردی) یکساں فائدہ مند ہے۔ قیمت فی شیشی ۳ علاوہ محصولڈاک حکیم محمد شریف عمروالہ ڈاک خانہ سرودائی براستہ بٹالہ

محافظ اٹھرگولیاں

(رجسٹرڈ) (اسقاط حمل بچوں کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو جانا)

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو
اس غم سے ہر بشر کو الٰہی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو
دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہوجاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطباء و ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے۔ جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد رہتے ہیں۔ اس مرض کا مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب مولانا ... صاحب شاہی طبیب سے سیکھ کر محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا) ایجاد کیں۔ ہزاروں لوگوں کی مجرب و آزمودہ گولیاں گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں۔ ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو۔ وہ فوراً ہماری محافظ اٹھرا گولیاں طلب کرکے استعمال کرے۔ اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ یک مشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ۔ علاوہ محصولڈاک اس دواخانہ کے سرپرست اور نگران حضرت مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ہیں۔

عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی۔ قادیان پنجاب

ضرورت

آج کل علاقہ سندھ کی نوآبادیات میں ہر قسم کے پیشہ وروں اور دوکانداروں کی ضرورت ہے۔ اور فائدہ حاصل کرنے کا نادر موقعہ ہے۔ جو دوست اس علاقہ میں جانا چاہیں۔ وہ میاں عبداللہ خان صاحب آف مالیر کوٹلہ۔ محمود آباد فارم ڈاکخانہ میرپور۔ سندھ کے ساتھ خط و کتابت کریں۔ جماعت ہائے احمدیہ کے امراء اور سکرٹریوں کو خاص توجہ بیکار دوستوں کو وہاں بھجوانے کی کوشش کرنی چاہیئے

ناظر امور عامہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ کے متعلق لنڈن سے ۱۵ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ وہ مئی کے آخر میں صحت کی خرابی کی وجہ سے اپنے عہدہ سے ریٹائر ہو جائینگے۔ ان کے بعد مسٹر بالڈون کی کامیابی یقینی سمجھی جاتی ہے۔

حکومت رومانیہ کے متعلق بخارسٹ سے ۱۵ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ اس نے ہندوستانی مال کا داخلہ اپنی حدود میں بند کر دیا ہے۔ اور وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ جب ہندوستانی رومانیہ کا مال نہیں خریدتے۔ تو رومانیہ کے لوگ ہندوستان کا مال کیوں خریدیں۔

حکومت جرمنی کے متعلق پیرس سے ۱۵ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ اس ... ان کے پاس ڈیڑھ سو ایسے ہوائی جہاز موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ بم برسائے جا سکتے ہیں۔

ایتھنز سے ۱۵ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ بغاوتِ یونان کے الزام میں پہلے تین ہزار آدمی گرفتار ہو چکے تھے۔ مگر اب پانچ سو مزید گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ بہت سے جلاوطن کر دیئے گئے ہیں۔ اور ایک درجن باغی گولی سے اڑائے گئے ہیں۔

والیانِ ریاست اور ان کے وزراء نے وائٹ پیپر پر وائسرائے ہند کے پاس جو نکتہ چینیاں بھیجی تھیں۔ لنڈن سے ۱۴ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ اس پر ملک معظم کی حکومت کی رائے ۱۸ مارچ کو شائع ہو جائیگی۔

برلن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ چند دن ہوئے ہر ہٹلر پر ناکام قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا۔ حملہ آور کو گرفتار کرنے کے بعد یہ انکشاف ہوا۔ کہ یہ حملہ یہودیوں کی سازش کا نتیجہ تھا۔

عراق کی پارلیمنٹ میں ایک مسودہ قانون پیش ہے جس کا منشاء یہ ہے۔ کہ شادی کو ہر شخص کے لئے جبری قرار دیا جائے۔ اس کی غرض بداخلاقی کا انسداد اور آبادی کی زیادتی ہے۔

بمبئی سے ۱۴ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ۔ نواب لیاقت حیات خان اور خالدہ ادیب خانم وکٹوریہ جہاز کے ذریعہ عازم یورپ ہو گئے۔

کونسل آف سٹیٹ میں ۱۴ مارچ کو راجہ غضنفر علی صاحب نے اس امر پر زور دیا۔ کہ فوجی بھرتی میں سیدوں سے پابندیاں اٹھا دینی چاہئیں۔ اور انہیں فوجی خدمت کے نااہل نہ سمجھا جائے۔ کمانڈر انچیف نے جواب دیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ آرمی ہیڈ کوارٹرز کی طرف سے سیدوں پر کوئی پابندیاں عائد نہیں کی گئیں۔ اس کے بعد اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے آپ نے ثابت کیا۔ کہ فوجی بھرتی میں سادات دوسری اقوام سے پیچھے نہیں۔

پٹنہ سے ۱۴ مارچ کی اطلاع کے مطابق حکومت بہار و اڑیسہ نے فرنچائز کمیٹی کیلئے جو حلقہ ہائے انتخاب اور پسماندہ اقوام کی نشستوں کے تعین اور عورتوں کے حق رائے دہی کے متعلق رپورٹ کرے گی۔ ارکان کا تقرر کر دیا ہے۔

احمد آباد کا ایک مقامی ورنیکلر اخبار ۱۴ مارچ کی اطلاع کے مطابق لکھتا ہے۔ کہ خان عبدالغفار خان کو جو سابرمتی سنٹرل جیل میں سزائے قید بھگت رہے ہیں۔ جیل کے دوسرے قیدیوں سے علیحدہ قید تنہائی میں رکھا گیا ہے۔

دارالعوام میں انڈیا بل کی دفعات پر بحث کرتے ہوئے سر سیموئل ہور نے بتایا۔ کہ مجھے کئی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ کہ شورش پسندوں اور دہشت انگیزوں میں فرق کیا جائے۔ لیکن میں حکومتِ ہند اور حکومت بنگال سے مشورہ کرنے کے بعد اس کے متعلق اظہار رائے کرونگا۔

قسطنطنیہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ترکی پارلیمنٹ کے ارکان کئی روز سے بلاد مقدسہ اسلامیہ کی نگہداشت اور حفاظت کے ذرائع پر غور کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مدبرین اور دولتِ ترکیہ کے ارکان نے حالات کا بغور مطالعہ کرنیکے بعد ایک مشترکہ مجلس کے قیام کی تجویز کی ہے۔ تا وہ اصول و قواعد کی ترتیب کے مسئلہ پر غور کرے۔

پشاور سے ۱۴ مارچ کی اطلاع کے مطابق تا اطلاع ثانی تماشائیوں کے لئے درۂ خیبر بند کر دیا گیا ہے۔

ہیلی کالج آف کامرس لاہور میں ۱۴ مارچ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ وزیر بلدیات پنجاب نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہر سال تعلیم پر ۱۶۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ مگر صنعت و حرفت کی تعلیم پر کل رقم کا ۱/۴ حصہ یعنی صرف لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اور پنجاب یونیورسٹی کا یہی وہ تاریک پہلو ہے جس کا نتیجہ ملک میں بیکاری کی صورت میں رونما ہے۔

قرضہ بل کے متعلق پنجاب کونسل میں ایک سوال کے جواب میں مسٹر بائڈ ممبر خزانہ کی طرف سے بتایا گیا ہے۔ کہ گورنر پنجاب نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔ مگر گورنر جنرل کی تصدیق کا انتظار ہے۔

برما کے نظم و نسق کے متعلق ۱۳ مارچ ہوس آف کامنز میں وزیر ہند نے اعلان کیا۔ کہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کا سارا انتظام پہلے کی طرح رہیگا۔ ہاں اتنا ضرور ہوگا۔ کہ وہاں نظام حیدرآباد کی بادشاہت جیسا کہ اس سے قبل تسلیم کیا جا چکا ہے۔ قائم رہے گی۔

نئی دہلی سے ۱۴ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ اسمبلی کی کارروائیوں سے اندازہ لگایا جاتا ہے۔ کہ باوجود تمام مشکلات کے کانگریسی ممبران نیشنلسٹ پارٹی اور دیگر ممبران کی امداد سے کارڈ کی قیمت میں کمی کرنے کی تحریک پاس کرا لینگے۔

پادریوں کے متعلق ۱۴ مارچ اسمبلی میں بتایا گیا۔ کہ حکومت ہند کے خزانہ سے انہیں ۴۶ لاکھ روپیہ سالانہ عیسائیت کی اشاعت کے لئے ملتا ہے۔

سرحدی کونسل میں ۱۴ مارچ دو ساہوکارہ بل غالب اکثریت کے ساتھ پاس ہو گئے۔ ہندو ممبروں نے دفعات میں ردّ و بدل کرانے کی کوششیں کیں لیکن ناکام رہے

مدراس کونسل میں ۱۴ مارچ کو وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ہوئی۔ جو ۴۲ ووٹوں کی موافقت اور ۸۰ کی مخالفت سے مسترد ہو گئی۔

زمیندار کی اپیل خارج

لاہور ۱۶ مارچ۔ اخبار "زمیندار" نے ضمانت طلبی اور پریس کی ضبطی کے خلاف ہائیکورٹ میں جو اپیل دائر کر رکھی تھی۔ وہ ۱۵ مارچ چیف جسٹس جسٹس ایڈیسن اور جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے بنچ میں پیش ہوئی۔ فاضل ججوں نے ضمانت اور پریس کی ضبطی کے احکام کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے اپیل خارج کر دی۔ اور ڈیڑھ سو روپیہ سرکاری خرچہ اپیل کنندہ پر ڈالا۔

ڈاکٹر خان صاحب نے حال ہی میں پبلسٹی افسر صوبہ سرحد کے متعلق اسمبلی میں جو تقریر کی تھی۔ اسکے متعلق صوبہ سرحد کے پبلسٹی افسر صاحب نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو ایک بیان دیتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ان کے حملہ کی وجہ زیادہ تر یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں نے گذشتہ برس انکے بھائی کو سزائے قید دی تھی۔ لیکن ان کی نیت خواہ کچھ ہو۔ میں انہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں...... کہ وہ ۱۵ ہزار امانت کسی ایسے مقام پر دو بارہ انتخاب لڑیں جہاں انہیں کسی قسم کی ٹکٹی کی حمایت حاصل نہ ہو۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی